THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the July 04, 2024
(340th Session)
Volume XV, No.01
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XV	SP.XV (01)/2024
No.01	5

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Panel of Presiding Officers 1
3. Condolence resolution moved by Senator Kamran Murtaza over the sad demise of former Senator Hidayat Ullah in a bomb blast in Dama Dola area of Bajaur 2
   - Question and Answers 3
4. Presentation of the report of the Standing Committee on Finance and Revenue on the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024 19
5. Leave of Absence 21
6. Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition, on the Elections (Amendment) Bill, 2024 23
   - Senator Azam Nazeer Tarar 28
7. Consideration and passage of The Elections (Amendment) Bill,2024 29
   - Senator Farooq Hamid Naek 39
   - Senator Kamran Murtaza 42
8. Laying of the Annual Report of the National Economic Council (NEC) for FY 2020-21 47
9. Calling Attention Notice raised by Senator Samina Mumtaz Zehri regarding the alarming statistics revealed by BMERC with respect to road accident in Balochistan 48
   - Mr. Abdul Aleem Khan, Minister for Privatization 51
10. Point raised by Senator Muhammad Humayun Mohmand regarding law making in view of doctrine of necessity 55
11. Pointing of quorum by Senator Samina Mumtaz Zehri 58

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, the July 04, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at six minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۵۱ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۵۲ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۵۳ كَذٰلِكَ وَ
زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۵۴ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۵۵ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۵۶ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۵۷ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۵۸ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ
مُّرْتَقِبُوْنَ ۵۹

ترجمہ: ۔خداترس لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں، حریرہ دیبا کے لباس پہنے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ ہو گی ان کی شان۔ اور ہم گوری گوری آہو چشم عورتیں ان سے بیاہ دیں گے۔ وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کی لذیذہ چیزیں طلب کریں گے۔ وہاں موت کا مزہ وہ کبھی نہ چکھیں گے۔ بس دنیا میں جو موت آچکی سو آچکی۔ اور اللہ اپنے فضل سے ان کو جہنم کے عذاب سے بچادے گا، یہی بڑی کامیابی ہے۔

(سورۃ الدخان آیات ۵۱تا۵۹)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔

Panel of Presiding Officers

I want to announce the Panel of Presiding Officers. In pursuance of Rule 14(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, I nominate the following members, in order of precedence, to form a Panel of Presiding Officers for the 340th Session of the Senate of Pakistan:

1. Senator Anusha Rahman Ahmad Khan
2. Senator Saleem Mandviwalla

3. Senator Khalida Ateeb

(Interruption)

جناب چیئرمین: جی میں وہ کرتا ہوں۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب آپ پہلے دعا کروالیں اور پھر Resolution move کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی جناب پہلے دعا کرلیں پھر Resolution move کریں گے۔

---T2جاری---

T02 – 04July2024 IMRAN/ED: WAQAS 05:10 pm

جناب چیئرمین: (جاری ہے---) پہلے دعا کروالیں پھر resolution move کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: پہلے دعا کرلیں پھر resolution move کریں؟ جی ٹھیک۔

(اس موقع پر ایوان میں دعا کی گئی)

جناب چیئرمین: جی resolution move کریں۔

<u>Condolence resolution moved by Senator Kamran Murtaza over the sad demise of former Senator Hidayat Ullah in a bomb blast in Dama Dola area of Bajaur</u>

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب، یہ condolence resolution ہے جیسے کہ ہم تمام دوست جانتے ہیں کہ ان کو کل شہید کر دیا گیا ہے۔

Mr. Chairman: A little louder please.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب، مجھے اجازت دیں کہ میں اسے پڑھ لوں۔

جناب چیئرمین: جی پلیز۔

Senator Kamran Murtaza: This House expresses its profound grief and sorrow over the sad demise of former Senator Hidayat Ullah and his colleagues in a tragic incident of bomb blast in the Dama Dola area of Bajaur on 3rd July, 2024.

Senator Hidayat Ullah belonged to the Bajaur Agency of erstwhile FATA. He was elected as member of the Senate for two consecutive terms, i.e. March 2012-18 and March 2018-24 as an independent member from FATA.

During his tenure Senator Hidayat Ullah always raised his voice for the under privileged people of tribal areas. He remained an active member of the Senate of Pakistan and also served as Chairman of Senate Standing Committee on Aviation, communications, industries and production, and also as member of various other Standing Committees. He was well respected and widely liked amongst all members.

The late Senator always took an active part in debates on important legislation and other issues of the national and public importance. The services rendered by him would be long remembered and his loss will be deeply mourned.

The House resolves that the Federal and Provincial Governments take urgent and effective measures to combat the resurgent threat of terrorism in the country. We all share the loss sustained by his family and friends and express our deepest sympathies with the aggrieved family. We pray to Almighty Allah to shower His infinite blessings upon the departed soul and may his soul rest in eternal peace. Ameen.

جناب، اگر اس resolution کی کاپی ان کی family کو forward کر دیں، ویسے ہم ان کے loss کا مداوا تو نہیں کر سکتے لیکن بہر حال ان کے لیے دعا ضرور کر سکتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: I now put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: The resolution is passed unanimously. A copy of this resolution may be sent to the aggrieved family. Now the question hour.

Question and Answers

Mr. Chairman: Question No.01. Senator Nadeem Ahmad Bhutto.

(Def. Q. No. 01)

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا محترم وزیر سے یہ سوال ہے کہ HUBCO Power Project کی productionکب شروع ہوئی اور یہ پلانٹ ابھی کتنی productionدے رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب اویس احمد خان لغاری (وفاقی وزیر برائے توانائی): جی بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ حب پاور RFOکا coal fired power plant ہے اور ان کے ساتھ حکومت پاکستان کا agreement 03 August 1992 کو ہوا تھا، PPIBکا۔ اس کی جو commissioning date, جس پر یہ شروع ہوا تھا، وہ 31 March 1997 تھی۔ تو اس وقت سے یہ operate کر رہا ہے اور جو IPPs کی independent Power Policy تھی وہ 1994 میں آئی تھی، اس کے تحت یہ power plant لگایا گیا تھا۔ یہ ان میں سے ایک ہے۔

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جناب، میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ Hub power plant چونکہ سندھ اور بلوچستان کے border پر ہے، تو میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سندھ اور بلوچستان کو اس میں سے کتنا share دیا جاتا ہے، آیا دیا بھی جاتا ہے کہ نہیں دیا جاتا۔ وہاں جو energy produce ہو رہی ہے وہ کہاں جا رہی ہے۔ اس پر ہمیں پلیز تھوڑی تفصیل بتائیں۔

جناب اویس احمد خان لغاری: جناب چیئرمین، یہ ایک IPP ہے اور ان IPPs میں کسی ایک صوبے کا share نہیں ہوتا۔ جو investors ہوتے ہیں وہ حکومت پاکستان کے ساتھ کچھ terms and conditions کے اندر ایک contract کرتے ہیں اور اس contract کے تحت یہ بجلی produce کرکے پاکستان کے overall national grid میں وہ بجلی inject کرتے ہیں۔ کچھ ایسے power plants ہیں جو K-Electric کی اپنی ملکیت ہیں۔ وہ ہمارے national grid میں power کو inject نہیں کرتے۔ وہ صرف K-Electric کے area کے لئے بجلی کا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جتنی بھی power generation ہوتی ہے that is actually injected into the national grid اور وہاں سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں اور جہاں جہاں off take power ہو رہی ہوتی ہے، وہاں وہ استعمال کی جاتی ہے۔ اس میں صوبوں کا، کہ جیسے hydel power میں water usage charges یا جو hydel profits ہوا کرتے تھے وہ ضرور صوبوں کے حصے میں آتے ہیں اور وہ ایک خاص per kilowatt hour کی amount ہے۔ اس کے علاوہ باقی کسی plant کا as such and unless وہ کسی صوبے کی

ownership ہو، جس plant میں انہوں نے خود invest کیا ہو، ان صوبوں کو return on equity ملتی ہے۔ لیکن یہ plant اس category کا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: تو میں یہ چاہوں گا کہ وزیر موصوف، چونکہ یہ پورے ملک میں energy crisis ہے۔ تو وہ اگر اس پر تھوڑی روشنی ڈالیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ بھی سوال کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔ میرا سوال اویس صاحب سے یہ ہے کہ یہ HUB power project extension کرکے اب coal پر بھی چلارہے ہیں جس سے حب چوکی میں کافی ماحولیاتی آلودگی بھی پھیلی ہے۔ تو اس کے لئے کیا اقدامات کیے جارہے ہیں اور دوسرا یہ کہ اس سے جو power national grid میں جارہی ہے، تو اس کی کیا price آپ ان کو دے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب اویس احمد خان لغاری: جناب، یہ اسی کو extend اور expand کرکے نہیں ہے بلکہ یہ HUB کے دو power plants ہیں، ان میں سے ایک RFO کا تھا اور ایک coal کا ہے۔ پاکستان میں جتنے بھی coal کے power plants لگائے گئے ہیں in the recent past اور HUBCO, جس کی honourable senator صاحب بات کر رہے ہیں، وہ بھی اسی کا حصہ ہے۔ ان سب کو climate and environmental issue کو بھانپ کر اور اس کے standards کو maintain کرتے ہوئے یہ تمام plants لگائے گئے ہیں بلکہ CPEC کے زمانے میں جو اس قسم کے plants لگائے گئے تھے، ان کی جو environmental efficiency اور ان کا جو environmentally correct ہونا ہے، دنیا کے سب سے efficient ترین coal-fired plant میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

پاکستان کو اس بات کا فخر ہے کہ carbon print میں ہمارا contribution بہت کم ہے اور ہمارے renewable resources سے اور hydel سے اگر ایک ارب یونٹ پورے ملک میں produce ہو رہے ہیں، تو ہمارا renewable energy بلکہ خاص طور پر hydel کے ذریعہ، ایک بہت بڑا share ہے۔

(T03 پر جاری ہے)

جناب اویس احمد خان لغاری (جاری)۔۔۔: خاص طور پر hydel کے ذریعے ایک بہت بڑا share ہے جو کہ ان شاء اللہ، اگلے آٹھ سے دس سال میں phenomenally increase ہو گا۔ حکومت آئندہ کے لیے دس، گیارہ ہزار megawatts commit کر چکی ہے، وہ تمام hydel power پر آ رہی ہے۔ اس سے پاکستان environmentally responsible ملک کے طور پر نہ صرف ابھی بھی اپنے آپ کو place کرتا ہے بلکہ مستقبل میں بھی ہو گا۔

جناب! دوسرے معزز رکن نے اس plant کے national grid کی بات کی، national grid کا کسی کے حصے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس وقت پاکستان کے جس حصے میں بجلی کی ضرورت ہو تو وہاں پر off take کی جا سکتی ہے۔ Economic load shedding کا معاملہ ہے اور جو loss making areas ہیں، بدقسمتی سے اپنے نقصانات کو ایک خاص حد کے اندر رکھنے کے لیے ہمیں یہ کام کرنا پڑتا ہے کہ ہم جہاں پر afford نہیں کر سکتے تو ہم وہاں پر اس وقت بجلی نہیں دے رہے۔ باقی اس کا کوئی صوبائی حقوق یا کسی constraint کے ساتھ کسی قسم کا کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Senator Kamran Murtaza Sahib, next question No.2.

(Q.No.2)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! میرا سوال راولپنڈی کے بارے میں ہے اور ہمارا normally راولپنڈی کے بارے میں سوال نہیں ہوتا، ہمارا سوال بلوچستان کے بارے میں ہوتا ہے لیکن جواب پڑھ کر پتا چلا کہ ہماری طرح راولپنڈی کا بھی خانہ خراب ہے۔

Mr. Chairman: Minister has come prepared.

آپ سوال کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: دھنا فتح جنگ روڈ راولپنڈی میں ہے، یہاں پر PVC سے بجلی گزار رہے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ وہاں پر street narrow ہے۔ دنیا بھر میں streets narrow ہوتی ہیں پھر بھی ان لوگوں کی زندگیاں قیمتی ہوتی ہیں اور راولپنڈی والوں کی زندگیاں ہم سے زیادہ قیمتی ہوتی ہیں۔ اس کو PVC سے گزارنے کی بجائے زمین کے نیچے سے گزار لیا جائے یا کہیں اور سے گزار لیا جائے تاکہ زندگیوں کا خیال کیا جا سکے؟ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس کا جواب دے دیں۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Energy.

جناب اویس احمد خان لغاری: میں بہت مشکور ہوں کہ معزز رکن نے اپنی رائے دی۔ ہم یہی امید رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں اور ہم خود بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری ان electricity companies کی customer care بہتر ہو۔ ہمارا جو privatization programme ہے، وہ حکومت کے اس resolved کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ان شاء اللہ، ہم شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں اگلے ایک، ڈیڑھ سال میں achieve بھی کریں گے۔ جناب! یہ جو problem specifically بتائی گئی تھی، یہ 6 جون کو resolve ہو چکی ہے، اس specific areas کی جتنی grievances تھیں جو low voltage related تھیں، وہ resolve ہو چکی ہیں۔ مختلف areas میں اس قسم کی investment required ہوتی ہیں، ہم جہاں جہاں کوشش کرکے پہنچ سک رہے ہیں، اس کو وہاں پر پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ IESCO ہماری بہتر operate کرنے والے companies میں سے ہے، اس لیے region میں اتنے issues نہیں ہیں جو باقی regions میں exist کرتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ، ہم آہستہ آہستہ ان چیزوں پر قابو پانے میں کامیاب ہوں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Senator Manzoor Ahmad Sahib, question No.3. (Q.No.3)

اب اس پر آ گئے ہیں، آپ ان سے پوچھ لیں، I am sorry, میں نے نہیں دیکھا۔

Mr. Chairman: Any Supplementary?

سینیٹر منظور احمد: جناب! آپ کا شکریہ۔ جناب! جو وزارت کی طرف سے جواب دیا گیا ہے، میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ بلوچستان کو 1500 سے 2000 megawatts تک بجلی دینے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن بد قسمتی سے بلوچستان کو 600 اور 700 megawatts بجلی دی جا رہی ہے۔ آپ اگر 600 اور 700 megawatts بجلی دے رہے ہیں پھر بھی وہاں پر تقریباً 18 اور 19 گھنٹے تک load shedding ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے کسانوں سے 50 ارب روپے کے solar system tube-wells کے معاہدے ہوئے تھے، وہاں پر تقریباً 29000 کے قریب tube-wells register ہیں۔ کچلاک اور بوستان میں solar parks دینے کا وعدہ تھا جو 6 units بننے تھے۔ اس گرمی اور حالات میں load shedding بھی ہو اور پوری بجلی بھی نہ دی جا رہی ہو۔

جناب! اس وقت کسان کا جو حال ہے، اس وقت فروٹ کا season بھی ہے، میں پورے پاکستان کی بھی بات کر سکتا ہوں، صرف صوبہ بلوچستان کی بات نہیں کرتا۔ میری وزیر صاحب سے request اور سوال ہے کہ بلوچستان کو 1500 اور 2000

megawatts بجلی دینی تھی جو solar system تھا اور solar parks تھے۔ ان کے حوالے سے وزیر صاحب مجھے brief کر دیں۔ آپ کا شکریہ۔

Mr. Chairman: Syed Abdul Qadir Gilani, MNA is sitting in the House. Yes, Minister for Energy.

جناب اویس احمد خان لغاری: جناب! آپ کی بہت مہربانی۔ میں اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنی policy statement دوں گا کیونکہ ان تمام چیزوں کا قیمتوں پر بہت اثر پڑتا ہے اور کل میڈیا میں کافی باتیں چل رہی ہیں کہ کابینہ نے پانچ روپے 75 یا 76 پیسے کا اضافہ per unit approve کیا ہے۔ میں اس کو بھی explain کروں گا کیونکہ یہ بہت اچھا forum ہے، پاکستان کا upper House ہے تو آپ اور اس کے ذریعے یہ بات عوام تک بھی پہنچانا چاہوں گا۔ بلوچستان میں وزیر اعظم نے حکومت بلوچستان، وزیر اعلیٰ بلوچستان اور ان کی پوری انتظامیہ کے ساتھ zoom پر تقریباً کوئی ڈیڑھ گھنٹے کی ملاقات کی، وہ صرف solarisation of agriculture tube-wells of Balochistan پر تھی۔ جہاں اس بات کو recognize کیا گیا، تقریباً 28000 legal connections ہیں، ان کے علاوہ گیارہ، بارہ ہزار ہمارے transformers کے illegal connections بھی ہیں۔ اس کے علاوہ line losses ہیں، ہم جس کی وجہ سے hardly agricultural consumer کو کوئی تین، ساڑھے گھنٹے کی کل بجلی دے رہے ہیں۔ ہم بلوچستان کے ساتھ special arrangements کرکے اس کو 6 گھنٹے تک لے گئے تھے، جہاں پر Finance Ministry نے تقریباً اڑھائی ارب روپے مزید contribute کئے تھے، بلوچستان کی حکومت نے بھی contribute کئے۔ ہم نے زمینداروں کے لیے بجلی کے دورانیہ کو بڑھایا۔ ہم آج بھی بلوچستان کو 700, 1500 اور 2000 megawatts کو چھوڑیں، ہم 10000 megawatts کی supply دینے کو تیار ہیں۔ بلوچستان کے کئی ایسے حصے ہیں، الحمدللہ، ہماری recoveries بہت اچھی ہیں اور وہاں پر تین اور چھ گھنٹے کی بجلی نہیں ہے، وہاں پر 20 اور 21 گھنٹے تک بجلی supply بحال رہتی ہے لیکن ان ساری چیزوں کا ہماری قیمتوں پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اس وقت 1600 ارب روپے ہمارے سالانہ کے نقصانات ہیں جو ہماری company کے representatives ہیں، ان سے لے کر اور لوگوں تک مل کے ہمارے system میں سے نکالتے ہیں۔ اس 600 ارب روپے کی billing آج پاکستان میں کم ہو سکتی ہے یعنی تین کھرب روپے کی بجائے 2400 ارب روپے کی ہو سکتی ہے، 2.4 کھرب روپے کی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے unit کی قیمت بہت کم ہو سکتی ہے۔

جناب! اب میں اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بتاتا چلوں کہ کل، پرسوں سے electronic media میں یہ خبر آ رہی ہے کہ پانچ روپے اور 76 پیسے کے قریب بجلی کے unit کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ پچھلے جون اور ہر جون میں ہمارے regulator آپ کی average price اگلے پورے سال کی determine کرتا ہے۔ وہ average جو پچھلے سال جون 2023 میں determine ہوئی تھی، اس میں اس نے پانچ روپے 72 پیسے یا 76 پیسے کا اضافہ propose کیا۔ یہ بات کابینہ میں گئی، کابینہ کی اس پر deliberation کے بعد وزیراعظم صاحب کا حکم آیا کہ یہ بوجھ سارے consumers پر نہیں ڈالا جا سکتا، 440 ارب روپے کی پورے پاکستان کے لیے Finance Ministry کے ذریعے بجٹ کرکے اور ہم نے subsidy اس پورے system میں inject کی۔۔۔آگے۔۔۔T04

T04-04June2024 Tariq/Ed: Waqas. 05:30 pm

جناب اویس احمد خان لغاری ۔۔۔جاری۔۔۔ ہم نے وزارت خزانہ کے ذریعے بجٹ میں پورے system کے اندر subsidies کو inject کیا، یعنی پانچ روپے کچھ پیسے کا بوجھ 440 ارب روپے کی حد تک حکومت نے برداشت کیا۔ کس کے لیے برداشت کیا؟ ہمارے 1 کروڑ اور 68 لاکھ consumers جو پاکستان میں میٹرز کے owners ہیں، ان کی قیمتوں کے اندر 2 فی صد سے زیادہ یعنی ہر سو روپے کے پیچھے دو روپے سے زیادہ کا اضافہ ہم نے ہونے نہیں دیا۔ اس کے باوجود پچھلے تین سالوں میں اُس protected class کی قیمتوں میں اضافہ ایک مرتبہ بھی نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ آج میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں جو کہہ رہے ہیں کہ اتنے ارب روپے سے اِس class کو فرق پڑے گا، اس وقت جو قیمتیں جون میں exist کر رہی ہیں وہ اگلے تین سے چار مہینے کے لیے کچھ domestic consumers کے اوپر 2% سے لے کر 9% تک کا اضافہ ہوگا لیکن وہ اضافہ اس لیے ہوگا کیونکہ پچھلے سال کا جو tariff تھا اس کا بوجھ اگلے دو سے چھ مہینوں کے لیے ہم پر آئے گا۔ دسمبر میں، جواب میں آپ کو responsibly state کر رہا ہوں، اگر interest rate اس سے اوپر نہ بڑھا، اگر روپے کی قدر اس سے نیچے نہ گئی تو آپ کی جنوری 2025 میں آج کے ریٹوں سے وہ ریٹ کم از کم دو سے تین فی صد overall pool کے اوپر reduce ہوں گے، تو ہماری جو tariff rationalization کی پالیسی تھی اس کی وجہ سے آپ کے چھ مہینے کے اندر consumers کے لیے positive effect آئے گا، ہاں چار پانچ مہینے ہمیں دو فیصد سے لے کر 9% تک کا ضرور ایک impact آئے گا لیکن جنوری کے بعد وہ reduction کی طرف جائے گا۔

جناب چیئرمین! دوسرا یہ کہ ہم نے industry کے اوپر سے 150 ارب روپے کا بوجھ کم کیا ہے اور یہ کیوں کیا ہے؟ کسی سیٹھ کے لیے تو نہیں کیا، کسی کاروباری یا بڑے بینک رکھنے والے کے لیے تو نہیں کیا۔ اس لیے کیا تاکہ jobs create ہوں، اس لیے کیا تاکہ industry کی demand اوپر جائے، بجلی کا جو system ہے وہ زیادہ efficient ہو، demand اوپر جائے اور ہماری industry expand کرے۔ industry والے آ کر کہتے ہیں، چاہے وہ چھوٹا industrialist ہو یا بڑا ہو آ کر کہتے ہیں کہ آپ جس area کے اندر compete کر رہے ہیں آپ کی بجلی کی regional prices competitive نہیں ہیں تو وزیراعظم صاحب نے ایک بڑی واضح پالیسی کے ذریعے ڈیڑھ سو ارب روپے کا بوجھ کم کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں ایک اور بات بھی آپ کے سامنے رکھوں کہ تقریباً تین کروڑ بیس لاکھ consumers میں سے ایک کروڑ اڑسٹھ لاکھ consumers کے اوپر دو فیصد سے زیادہ کا impact بجلی کی قیمتوں پر نہیں آئے گا، اگلے مہینے بل آئے گا اور یہ بل جون سے نہیں بڑھ رہے، یہ پہلی جولائی کے بعد جو بجلی استعمال ہو گی اس پر ان کا اطلاق ہو گا، باقی جو 42% آپ کے domestic consumers گھریلو صارفین ہیں ان کے اوپر سات سے نو فیصد کی range میں اضافہ ہو گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتاؤں کہ اس وقت اڑھائی کروڑ صارفین یعنی اڑھائی کروڑ household جو اس وقت پاکستان کے اندر household بجلی استعمال کر رہا ہے وہ average قیمت جو ہمیں پڑ رہی ہے اس سے وہ کم pay کر رہا ہے۔ کئی consumers ہیں جو بہت کم pay کر رہے ہیں یعنی سات یا ساڑھے سات روپے یونٹ pay کر رہے ہیں، کئی ہیں جو پندرہ روپے یونٹ کے pay کر رہے ہیں، ہماری average قیمت اس adjustment کے بعد 35 روپے کی ہے، تو 35 روپے فی یونٹ سے کم جتنے لوگ pay کر رہے ہیں وہ اور لوگوں کی cross-subsidy سے یا حکومت پاکستان کی دی ہوئی subsidy سے pay کر رہے ہیں لیکن ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری بجلی کی قیمتیں زیادہ ہیں۔ ان زیادہ قیمتوں کو کم کرنا ہمارے power sector کی اصلاحات، ابھی ہمیں حکومت میں آئے ہوئے تین ماہ ہوئے ہیں، ہم ان شاءاللہ اگلے ایک سال سے ڈیڑھ سال کے اندر ان اصلاحات کو عملی جامہ پہنا کر ان شاءاللہ اسی حکومت کے اندر صارفین کو بہتر اور سستی بجلی فراہم کرنے کی position میں آئیں گے۔

(The Chair recognized the presence of former Senator Safdar Abbasi in the visitors’ gallery)

جناب چیئرمین: Actually منسٹر صاحب اس وقت تمام lights جل رہی ہیں، everybody wants to discuss on this. اس کے لیے I can give permission to only three questions and we will not give more than three questions. آپ سوال کریں۔

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب نے کہا کہ وہ ہمیں دس ہزار میگاواٹ بجلی دیں گے۔ ہمیں دس ہزار نہیں چاہیے، آپ ہمیں ہمارے دوہزار میگاواٹ ہی دے دیں، دس ہزار بعد کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دلی دوراست، وہ دور کی باتیں ہیں۔ آپ سبی آ جائیں، جہاں پر درجہ حرارت 52-53 کی گرمی پڑ رہی ہے، انسان جل رہے ہیں۔ میں اگر اس کے ساتھ یہ بات کروں کہ اس وقت فی یونٹ سو روپے سے اوپر چلا گیا ہے۔ آپ ایک غریب آدمی کو دیکھ لیں کہ وہ اپنی زندگی کیسے گزار سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ منسٹر صاحب نے ہمیں جو تفصیل دی ہے ہم اسے ماننے کے لیے بالکل تیار ہیں لیکن آپ ہمارے ساتھ چلیں اور صرف دو روز سبی میں گزاریں، میں آپ کو مان جاؤں گا۔ 18-18 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ جس علاقے میں آپ کو totally zero percent پیسے مل رہے ہیں، اب اس آدمی کا کیا قصور ہے جو آپ کو پورا بل دے رہا ہے، چند لوگ ہوں گے جو آپ کو بل نہیں دے رہے، آپ نے پورے علاقے کو عذاب میں ڈالا ہوا ہے۔ آپ انہیں بھی تو دیکھیں۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر منظور احمد: آپ کی بجلی کے اندر overlapping تقریباً 73 کروڑ کی ہے۔ میں ان سے یہی سوال کروں گا کہ سولر جو بوستان میں تھا یا ہمارے ہاں جو لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اس بابت منسٹر صاحب ہمیں مطمئن کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب اویس احمد خان لغاری: جناب solarisation کے حوالے سے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ Prime Minister Shehbaz Sharif is 1000% ready to fund the scheme, یہ میں آپ کو پرسوں صبح کی meeting کا حال دے رہا ہوں۔ آج یہاں آنے سے پہلے سنٹرل ایشیاء سے ان کے سیکرٹری کا فون آیا کہ وزیراعظم کہہ رہے ہیں میں کل صبح پہنچ رہا ہوں، مجھے solarisation of Balochistan agriculture tube wells کے پروگرام کو finalize شکل میں ہر حالت میں دیکھنا ہے۔ ہم لوگ اس بابت بہت serious ہیں اور بلوچستان کی حکومت کا اس بابت ہمیں ایک agreement چاہیے۔ ہم Chief Minister بلوچستان سے بات کر رہے ہیں، اس کے کچھ legal issues ہیں انہیں resolve کر کے اور Federal

Government وزیراعظم صاحب کی خواہش کے اوپر اس کے اندر بہت heavy investment کرنے کو تیار ہے۔ ہمیں خود اس بات کی بچت ہوگی اگر agriculture tube well شمسی توانائی پر چلے جائیں گے تو یہاں کے line losses کم ہوں گے۔ صرف agriculture tube wells کو نو گھنٹے یا بارہ گھنٹے بجلی دینے کا 80 ارب روپے کا سالانہ نقصان ہے۔ Recovery نہیں ہے، ان کی یہ بات درست ہے کہ کسی ایک آدمی کا بھی حق ہے کہ اگر وہ بجلی کی قیمت ادا کر رہا ہے، اگر 500 میں سے 499 نہیں کر رہے تو ان کی وجہ سے ایک کو نہیں روک سکتے لیکن اگر آپ یہ حق دیں گے تو یہ ملک سالانہ کوئی تین ہزار ارب روپے بھی کہیں سے پیدا کرے تاکہ وہ خیراتی چوری کی بجلی کی مد میں نکل جائے۔ یہ unaffordable ہے it's not sustainable لیکن ہم سینیٹر صاحب کی بات کو appreciate کرتے ہیں اور ہم solarisation of agriculture tube wells of Balochistan کے جتنے قریب آج ہیں آج سے پہلے کبھی نہیں تھے اور اس کو آپ ان شاءاللہ جلد material form میں دیکھیں گے کیونکہ میرے وزیراعظم کا اس چیز کا resolve ہے۔

جناب چیئرمین: شیری رحمان صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! میرا صرف ایک brief comment تھا۔ I am sure کہ منسٹر صاحب نے بہت پرعزم طریقے سے سب کچھ بتایا ہے اور میرے بعد آپ بے شک دوسرے ممبر کا سوال لے لیں۔

Mr. Chairman: Please no interference.

آپ تک آ جائیں گے، she is a Parliamentary leader of the party. She is a leader.

سینیٹر شیری رحمان: Sir, I don't want to take their time آپ جس کو موزوں سمجھیں دیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔۔آگے جاری۔۔۔(T-05)

T05-04JULY2024 Mariam/Ed:Waqas 05:40 p.m.

(جاری)۔۔۔ سینیٹر شیری رحمان: آپ جس کو موزوں سمجھیں دیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہی تھی اور پوچھنا بھی so much as منسٹر صاحب نے بہت مربوط comprehensive statement دی ہے لیکن members satisfied نہیں ہیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا problem ہے، سنگین مسئلہ ہے۔ یہ میں نہیں پوچھوں گی کہ captive power کے کیا مسائل ہیں وہ دوسرا سوال تھا اور وہ pay as you woke up ختم ہوگا۔ ہم pay کرتے جا رہے ہیں، چاہے ہم use کریں یا نہ کریں we have to make those electricity payments to the IPPs but my question is very simple.

یہ منشوروں میں ہوتا تھا اور سب کے بھی ہوتا رہا ہے۔ Solarization of tube wells To provide water in agriculture سب کا یہ طریقہ کار ہوتا ہے لیکن جہاں جہاں یہ ہوا ہے میں یہ آگاہ کرنا چاہتی ہوں کہ جہاں جہاں solarization ہوئی ہے اور tube wells extract کرتے رہے ہیں تو ان علاقوں میں ground water ختم ہو چکا ہے۔ جتنا آپ اونے پونے لگائیں گے، اور میں منسٹر صاحب کی طرف direct نہیں کر رہی لیکن آگاہی کے لیے کیونکہ آپ کا جو ground water ہے نہ صرف وہ پہلے کھارا ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ ختم ہو جاتا ہے اور اس وقت بلوچستان کی جو صورتحال ہے ادھر خشک سالی تو already آ چکی ہے۔ اس کا حل ڈھونڈیں مربوط قسم کا اگر کمیٹی میں possible ہو۔

(مداخلت)

سینیٹر شیری رحمان: جناب! میں بجلی کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ آپ power and water کو الگ نہیں کر سکتے۔ میری گزارش ہے کہ یہ بہت سنگین مسئلہ ہے اس کو اگر کمیٹی میں refer کر دیں power اور اس میں water بھی آ جائے تاکہ ان کا کوئی مربوط solution ملے۔

Extracting ground water is going to be disastrous for Balochistan.

جناب چیئرمین: Last question. Mr. Minister will you agree اگر Standing Committee Water and Standing Committee Power دونوں کو آپ brief کر سکیں؟

جناب اویس احمد خان لغاری: جناب چیئرمین! میں نے Speaker of the National Assembly سے بھی گزارش کی تھی کہ this House may want to consider. If you want to make a Committee of the House, I would like to, with proper presentations, explain to everybody what capacity payment is. Furnace plants کیا ہیں۔ IPPs کیا ہیں؟ Capacity payment کیا ہے۔ کتنا بوجھ ہے۔ کس کی غلطی تھی اس وقت کیا ہے۔ Way forward کیا ہے۔ ہم کیا کرنے لگے ہیں آپ لوگ بھی اس کے اوپر suggestions دیں ہمیں۔

جناب چیئرمین: جی بلکل ٹھیک ہے۔ I really appreciate اور اس کے اوپر تین چار سوالوں سے کوئی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ سینیٹر دنیش کمار آپ last question ویسے ہی کر لیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب کو سابقہ notice بھی اسی کے متعلق تھا۔ منسٹر صاحب میرے لیے قابل احترام ہیں مگر منسٹر صاحب کے کہنے سے ایسا لگتا ہے کہ یہ load shedding Balochistan میں اس لیے ہے اور یہ load shedding بیس بیس گھنٹے ہوتی ہے، 18 to 20 hours ہے۔ اگر منسٹر صاحب کو کوئی شک ہے میں ان کو لے جاتا ہوں بلوچستان کے علاقوں میں وہ خود بھی گئے ہیں لیکن میں بھی لے جاتا ہوں۔ اب یہ حال ہو گیا کہ اگر روڈ بند ہوتے ہیں اور کسی کو پتا لگتا ہے کہ کوئی Parliamentarian بلوچستان میں آیا ہے یقین مانیں وہ ہمیں گندے انڈے اور گندے ٹماٹر مارتے ہیں صرف اس محکمے کی وجہ سے۔ دوسری بات منسٹر صاحب آپ سن لیں۔

Mr. Chairman: Please address the Chair.

سینیٹر دنیش کمار: منسٹر صاحب سے ایک سوال ہے کہ آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ چور ہیں، بجلی چوری کرتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگ چور نہیں ہیں یہ آپ کے محکمے میں کالی بھیڑیں ہیں جو ان سے پیسے لے کر ان کو دیتی ہیں۔ اگر آپ کو کوئی شک ہے تو میں آپ کے پاس بلوچستان کے زمینداروں کو لے کر آتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ آپ اپنے محکمے کی کالی بھیڑوں کا کچھ کریں تاکہ یہ چیزیں ختم ہوں۔ بلوچستان کے لوگوں کو چور نہ کہیں، بلوچستان کے لوگ چور نہیں ہیں آپ کا محکمہ چور ہے۔

جناب چیئرمین: دنیش کمار صاحب please in future آپ صرف سوال کر سکتے ہیں، یہ تقریر ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: The Chairman is speaking please take your seat.

اس کے لیے Committee of the whole House کریں گے تاکہ آپ سب کو مطمئن کریں۔ Proper presentation ہو گی کیونکہ دو تین سوالوں سے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب اویس احمد خان لغاری: جناب چیئرمین! If you don't mind میں خود بلوچ ہوں میرا آدھا قبائلی علاقہ بلوچستان رکھنی کے اندر ہے، آدھا کوہ سلیمان کے پہاڑوں کے اوپر ہے۔ ہم لوگ خود بلوچ قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔

Mr. Chairman: Mr. Minister they thought you are only Saraiki.

جناب اویس احمد خان لغاری: How fortunate and unfortunate for me. جناب چیئرمین! آج میں floor of the House پر ایک statement دینا چاہتا ہوں میرے علاقے میں، میرے حلقے میں 5 feeder دو کچے کے علاقے میں اور دو قبائلی علاقے میں ایسے ہیں جہاں 21 گھنٹے بجلی نہیں ہوتی اور وہ اس لیے نہیں ہے کیونکہ ان علاقوں میں چوری ہوتی ہے۔ ا

4 میں have the guts to own thatمیں اس کی ownershipلے رہا ہوں اور کوئی چور نہیں ہو گا لیکن میرے حلقے میں feedersمیں چوری ہوتی ہے۔

Mr. Chairman: I announce the Committee of the whole House and we will fix the date and you can come and brief. Thank you.

(Q. No. 4)

Mr. Chairman: Leader of the Opposition welcome. There are no more questions? Question No. 5. Senator Zarqa Suharawrdy Taimur.

(Q. No. 5)

Mr. Chairman: Question No. 6. Senator Jan Muhmmad.

(Q. No. 6)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر جان محمد: میں نے وزیر قانون سے پوچھا تھا کہ یہ جو appellate tribunals ہیں اور land revenueکے ملازمین کی تنخواہوں کو High Courtکے staffکے برابر لانے کے حوالے سے کیا اقدامات ہو رہے ہیں؟

Mr. Chairman: Minister for Law and Justice.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! ہمارا جو نظام ہے وہ قانون اور ضابطے کے تحت چلتا ہے جو وزارت قانون کے employeesہیں ATIR and Tribunalsکو خدمات فراہم کرتے ہیں اور وہ civil servants ہیں under the lawاور ان کی تنخواہیں Federal budgetسے جاتی ہیں۔ High Court or Supreme Courtکے جو service structures ہیں وہ autonomousادارے ہیں، آزاد ادارے ہیں اور وہ اپنے تئیں کا طریقہ کار بناتے ہیں اور ان کے اس حوالے سے اپنے rules and regulations ہیں۔ ان کا expenditure ویسے بھی by and large charged expenditure ہے جس پر ہم کہتے ہیں کہ vote نہیں ہوتا، یہ دونوں چیزیں at parityنہیں آ سکتیں۔ ان کا service and pay structure صوبائی اور وفاقی حکومتوں سے بلکل differentہے۔ اس وجہ سے ان کی تنخواہیں at parنہیں لائی جاتیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: زہری صاحبہ .Question No. 7 کون کرنا چاہ رہا ہے، کامران صاحب؟

سینیٹر کامران مرتضیٰ: تارڑ صاحب یہ بھی بتا دیں کہ یہ جو تنخواہیں ہوتی ہیں اور باقی جو اخراجات ہوتے ہیں High Courts and Supreme Courts کے یہ پارلیمان کے کسی بھی حصے میں، اس حصے میں یا ساتھ والے دوسرے حصے میں کہیں پر بھی discuss ہو سکتا ہے اور اس کے اوپر کوئی vote کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جہاں تک ان کی تنخواہوں کے تعین کرنے کا تعلق ہے اور ان میں اضافے یا تخفیف کا تو وہ Presidential order سے ہوتے ہیں البتہ اس کو آئین میں charged expenditure کہا گیا ہے اور charged expenditure پر وزیر خزانہ بیٹھے ہیں، vote نہیں ہوتا۔ اس حوالے سے ظاہر ہے ایک protection دی گئی ہے چند ایسے آئینی اداروں کو جن کو framers of Constitution نے independence دی ہے کہ اس وجہ سے ان کی dependence کے حوالے سے کوئی بات نہ ہو۔ بہر کیف ان کی جو تنخواہیں ہیں ظاہر ہے وہ عوام کے taxes سے جاتی ہیں۔ تنخواہوں کا تعین ایک قانون کے تحت ہوتا ہے جو کہ آئین کے تابع بنا ہے اور اس میں جو تجاویز ہوں وہ حکومت تک بھیجی جا سکتی ہیں۔ اس حد تک میرے خیال میں اس قسم کی قدغن نہیں ہے لیکن وہ خود اپنی تنخواہوں کا تعین نہیں کرتے۔ ان کی تنخواہ کا، مراعات کا تعین قانون سازی کے ذریعے ہی ہوتا ہے اور اس کے لیے ظاہر ہے جس ایوان میں ہم کھڑے ہیں۔۔۔ (جاری)

T06-04JUL2024 FAZAL/ED: Khalid 05:50 pm

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (جاری)۔۔۔ جس ایوان میں ہم کھڑے ہیں اور جس ایوان کا آپ نے ذکر کیا۔ اس کی رائے relevant quarters تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ اگر آپ تنخواہوں میں تخفیف کہتے ہیں کہ ان میں کی جائے تو میں آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔ جہاں پر ان کی تنخواہیں طے کی جاتی ہیں یا اضافہ چاہتے ہیں تو وہ بھی بتا دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: دونوں ہاؤسز میں ان کے اخراجات پر کوئی ووٹ کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں نے پہلے سوال کے جواب میں کہہ دیا ہے کیونکہ وہ Charged expenditures ہیں۔ یہ ملازمین کے بارے میں سوال تھا۔ یہ جان محمد صاحب کا سوال تھا کہ Income Tax Tribunal یا Custom Tribunal کے جو ملازمین ہیں جن کی تنخواہیں وفاقی وزارت قانون کے تابع جاری ہوتی ہیں تو ان کی تنخواہیں آپ ہائی کورٹ کے ملازمین کے برابر کیوں نہیں کرتے؟ تو اس کا جواب میں نے دیا تھا کہ وہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ ان کا خرچہ ویسے بھی Charged expenditure ہے۔ وہ اپنے

ملازمین کی تنخواہوں کا تعین خود کرتے ہیں لیکن جج صاحبان کی تنخواہوں کا تعین، ظاہر ہے مجھ سے بہت زیادہ آپ کو معلوم ہے وہ قانون کے تابع ہوتا ہے لیکن وہ Charged expenses سے ہوتا ہے اس پر ووٹ نہیں ہوگا۔

Mr. Chairman: Sardar Muhammad Yousaf, MNA, is sitting in the gallery. He is welcome.

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین! میں نے Law Minister Sahib سے ایک گزارش کرنی تھی کہ we are all law maker اور جو عدالتوں میں ہوتے ہیں وہ Law کی تشریح کرتے ہیں لیکن دونوں کی تنخواہوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اس کے بارے میں وضاحت دے سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ آپ نے separate question پوچھ لیا ہے۔

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین! یہ اس سے related question ہے۔

Mr. Chairman: Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں بتا دیتا ہوں۔ یہ بات درست ہے کہ قانون سازوں کی تنخواہوں میں اور انصاف کرنے والے منصفوں کی تنخواہوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ یہ شاید public exemption کے لیے بھی ضروری ہے۔ اگر انہوں نے پوچھا ہے تو جواب دینا ضروری ہے۔ میں اگر غلط نہیں ہوں تو اس ایوان کے اراکین کی تنخواہ ٹیکس کٹوتی کے بعد 170,000:75 ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان جو تنخواہیں وہ گھر لے جاتے ہیں وہ ماہانہ دس لاکھ سے کم نہیں ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Question No. 7.

(Q. No. 7)

Mr. Chairman: Any supplementary question?

Senator Samina Mumtaz Zehri: Thank you, Minister Sahib, for such a detailed answer but I just have to ask a supplementary question with this that the standard you using, the criteria for being used for these teams

جو کہ Law colleges کی recognition کر رہے ہیں۔ کیا وہ international standard کے مطابق ہیں؟

جناب چیئرمین! میرا دوسرا سوال ہے کہ

how many Law colleges and Universities have been declared to be performing below the standard in the years 2023 and 2024? Thank you.

Mr. Chairman: Yes, Minister for Law.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! اس سوال کا جواب دیتے ہوئے میں تھوڑا سا advantage پر ہوں گا کیونکہ پاکستان بار کونسل کے چیئرمین، فاروق نائیک صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ جو Legal Education Committee ہے میں نے خود اس کو دس سال تک Chair کیا ہے۔ Legal Education Committee کا role almost legal education میں وہی ہے جو Pakistan Medical and Dental Council کا medical کی تعلیم کے لیے ہے۔ پاکستان بار کونسل چونکہ elected body ہے اور اس میں سارے ممبران honourary کام کرتے ہیں۔ وکلاء کے نمائندے ہر صوبے سے آتے ہیں۔ پہلے تو یہ محسوس کیا گیا کہ وہاں پر اتنا time نہیں دیا جاتا جتنا required ہے تو پھر ہم نے Directorate of Legal Education قائم کیا جو کہ بہت پرانا مطالبہ تھا۔ ایک مقدمے میں سپریم کورٹ کی direction بھی تھی۔ پاکستان بار کونسل بھی اس میں فریق تھا۔ بہرکیف پچھلی حکومت میں ہم نے پہلی مرتبہ Directorate of Legal Education قائم کر لیا جو کہ پاکستان بار کونسل میں housed ہے اور وہ 95 courses پورے پاکستان میں فراہم کر رہا ہے۔ یہ ایک Federal subject ہے جو کہ regulatory authority ہے۔

آپ نے پوچھا ہے کہ دو سالوں میں Legal Education Committee کی کارکردگی کیا رہی ہے؟ Inspection Committee نے مختلف مقامات کے 43 visit کیے ہیں۔ اس کی تفصیل ہم نے بتائی ہے۔ انہوں نے 28 کے قریب کالجوں کو low standard declare کیا ہے اور ان کالجوں کو متعلقہ یونیورسٹیوں نے de-affiliate کیا ہے۔ طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جو affiliation ہے وہ یونیورسٹیوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ پاکستان بار کونسل ان کا regulator ضرور ہے لیکن ہم خود affiliation نہیں دیتے کیونکہ قانون کے تحت یہ ہمارا مینڈیٹ نہیں ہے۔ ہم ان کے جو minimum standards ہیں ان پر recommend کرتے ہیں کہ ان کو de-affiliate کر دیا جائے۔ جب ان کی affiliation کی بات ہوتی ہے کہ تو وہ matter بھی between the College, University and HEC ہوتا ہے لیکن اب ہم نے یہ کیا ہے کہ پاکستان بار کونسل before grant of affiliation اپنا ایک opinion دیتا ہے جیسے No Objection Certificate بھی کہتے

ہیں۔ اصل میں ہم یونیورسٹیوں کو regulate کرتے ہیں in parting legal education and de-affiliating legal education for Law Colleges. تو میں نے اس تناظر میں آپ کو میں نے وضاحت کے ساتھ کہا۔

آپ نے پوچھا ہے کہ Internal Standard پر یہ ہے کہ نہیں۔ آپ کو یاد ہے کہ Law کی ڈگری میرے سینیئر قانون دان تشریف رکھتے ہیں۔ یہ lucky لوگ تھے۔ ہم لوگوں نے دو سال میں کی ہے۔ پھر 1992 میں بی اے کے بعد Law کی ڈگری کے لیے تین سال کا پروگرام introduce کروایا گیا۔ شام کی کلاسیں بھی ہوتی تھیں اور ہم نے بہت زیادہ inflow دیکھا۔ ایک flood آیا۔ آبادی کا بڑھنا بھی اس کی وجہ تھی۔ اس کو پھر regulate کرنے کے لیے ہم نے پانچ سالہ پروگرام introduce کروایا جس کے لیے ہمیں بہت زیادہ efforts کرنا پڑی۔ 31 دسمبر 2018 کو تین سالہ پروگرام مکمل طور پر بند کر دیا گیا۔ 31 دسمبر 2018 کے بعد شام کی کلاسیں بالکل بند کر دی گئیں۔ 31 دسمبر 2018 کے بعد ہر Law School جو نیا کھلتا ہے اس کو سو سیٹیں دی جاتی ہیں۔ اس سے زیادہ سیٹیں نہیں دی جاتی ہیں تاکہ وہ طلباء کو properly attend کریں۔ پورے پاکستان میں پانچ سالہ پروگرام رائج ہے۔ سمسٹر سسٹم میں بھی پڑھایا جاتا ہے اور annual طریقے سے پڑھایا جاتا ہے۔ Syllabus Committee پاکستان بار کونسل اور HEC مل کر بناتی ہے۔ اس کو تیار کرنے کے لیے ہم نے نہ صرف local experts کا سہارا لیا ہے بلکہ پاکستان بار کونسل کے ممبران نے اپنے خرچ پر UK جس کا Common Law jurisdiction کے حوالے سے بہت اہم role رہا ہے۔ UK کی یونیورسٹیوں کا visit کیا اور وہاں کے experts نے ہمیں honourary services دی ہیں۔ پھر ان modals کو ان کے ساتھ discuss کرکے ان کو فائنل کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین! میں conclude ایسے کروں گا کہ آج سے دس سال پہلے جو صورت حال تھی اس سے آج بہت بہتر ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Order No. 3. I will request Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue, may move Order No. 3.

Presentation of the report of the Standing Committee on Finance and Revenue on the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024

Senator Saleem Mandviwalla: Thank you, Mr. Chairman, I, Senator Saleem Mandviwalla, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue,

present report of the Committee on the Bill to amend the State-Owned Enterprises (Governance and Operations) Act, 2023 [The State-Owned Enterprises (Governance and Operations) (Amendment) Bill, 2024].

Mr. Chairman: Report stands laid. Yes, Law Minister Sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں نے تو یہ گزارش کی تھی کہ یہ ایک بے ضرر سا بل ہے۔ Minster for Finance بھی تشریف رکھتے ہیں۔ اگر اس بل کو پاس کر دیا جائے۔ ابھی اس بل نے قومی اسمبلی میں بھی جانا ہے۔ IMF کی بھی کچھ requirements تھیں کہ بورڈ کی جو reconstitution ہے اس میں حکومتی اختیار کو زرا کم کیا جائے اور اس کو independent رکھا جائے۔ SOE Act کے حوالے سے یہ تھا۔ اسی کے تناظر میں یہ ہے۔ Business Advisory Committee meeting کے دوران PTI Parliamentary Leader, Ali Zafar Sahib نے کہا تھا کہ اس کو صبح take up کر لیا جائے۔ آج نہ کریں کیونکہ Order of the Day میں موجود نہیں ہے۔ میں نے منسٹر صاحب سے بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے یہ کل کے ایجنڈے پر آ جائے گا۔ اس کو consider کر لیں۔ یہ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے۔

Mr. Chairman: Leader of the Opposition. It is O.K.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! ابھی اگر passage ہو سکتا ہے تو کر لیں کیونکہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔

Senator Shibli Faraz (Leader of the Opposition): Sir, our Parliamentary Leader is suggesting that he has gone through the Bill and he thinks that it is O.K.

جناب چیئرمین: رپورٹ تو lay ہو گئی۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میری صرف یہ استدعا تھی کہ supplementary میں یہ بل تیار پڑا ہے اگر اس کو پاس کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک پارلیمانی business ہے۔ اس میں کوئی ایسی متنازع چیز نہیں ہے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! پارلیمانی business اپنی جگہ پر ہے لیکن ہم یہاں پر ایک trend دیکھ رہے ہیں کہ bills کو لایا جاتا ہے اور اسی دن ان کو پاس کروانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ایوان نے اگر اپنی توقیر میں اضافہ کرنا ہے۔ اپنی ذمہ داری کو پورا کرنا ہے۔ اگر صرف اس بنیاد پر۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے صرف یہ چاہا تھا۔

(آگے T04 پر جاری ہے)

جناب چیئرمین: میں نے صرف یہ چاہا تھا، چونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن اس وقت نہیں تھے،

at least we should take him into confidence.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں تو concede کر گیا ہوں، میں نے کہا کہ پھر کل یا پرسوں کے Orders of the Day میں لے آئیں گے۔ لے آئیں گے، میں نے تو آپ کی بات مان لی۔ میں نے تو استدعا کی تھی کہ یہ ایک اچھائی کا کام ہے۔

جناب چیئرمین: باقی رپورٹس lay ہو گئی ہیں، آپ انہیں پڑھ لیں۔ We give you time.

سینیٹر سید شبلی فراز: یہ جب کمیٹی کو refer ہو جائے گا تو اس میں ایک collective wisdom آ جائے گا۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کو نہیں بھیجیں گے۔ اس کا جو decision ہوا ہے، اسے explain نہیں کر سکے۔ وزیر قانون صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! یہ آرڈر نمبر 4 ہے۔ میں یہ عرض کر دوں کہ اسے کمیٹی نے pass کیا ہے۔ یہ جو پچھلے بل کی بات ہو رہی تھی، ان کے ممبرز نہیں آئے لیکن شیری رحمان صاحبہ، انوشہ رحمان اور چیئرمین نے اسے دیکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: کمیٹی نے دیکھ لیا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! دیکھ لیا ہے اور رپورٹ lay ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی اپوزیشن! کل کے ایجنڈا میں اسے ہم شامل کر دیں گے۔ اس کی رپورٹ lay ہو گئی ہے، کمیٹی سے pass ہو گیا ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! وزارت کا یہ prerogative رہنے دیں جنہوں نے Orders of the Day پر لے کر آنا ہے۔ ہم لا رہے ہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ کل اس کو discuss کریں اور vote بھی کر لیں۔

Leave of Absence

Mr. Chairman: Now, we take up leave of absence. Senator Dr. Sania Nishtar has requested for the grant of leave from 18th March to 18th September, 2024 due to personal engagements abroad. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Taj Haider has requested for the grant of leave for 20th and 21st June, 2024 during the 339th Session due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Prof. Sajid Mir has requested for the grant of leave for 4th and 5th July, 2024 due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Anusha Rahman has requested for the grant of leave for the various dates during 337th to 339th Session due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Senator Zarqa Suharwardy Taimur has requested for the grant of leave for 4th and 5th July, 2024 due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Now, we take up Order No.4 which stands in the name of Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Parliamentary Affairs. He may please move it.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move……

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں اسے lay تو کرلوں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن میرے لیے بڑے محترم ہیں لیکن مجھے lay تو کر لینے دیں۔ اس کے بعد اس پر بات کریں۔ ابھی تو یہ lay ہی نہیں ہوا۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں، ایسے نہیں ہوگا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ .nip the evil in the bud اس طرح dictation پر ہاؤس نہیں چلے گا۔ .I am sorry, sir جناب! ابھی legislative business ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ان کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! یہ chairکا prerogative ہے۔ میں نے تو ابھی اسے lay ہی نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی اپوزیشن۔

Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition, on the Elections (Amendment) Bill, 2024

Senator Syed Shibli Faraz: Mr. Chairman, thank you very much. I really appreciate your consideration.

جناب! بات یہ ہے کہ یہ جو بل آج پیش ہورہا ہے، یہ وہ بل ہے جو کہ مختلف اوقات میں پیش ہوا ہے۔ اگر ہم اسے chronological order میں دیکھیں تو یہ بل actually الیکشن ایکٹ، 2017 تھا جس میں الیکشن ٹربیونلز بنائے گئے جو کہ panel of retired and serving judges پر مشتمل تھے۔ یہ 2017 کا وہ ایکٹ تھا۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر قانون! یہ کچھ figures دے رہے ہیں، آپ انہیں سن لیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: 2017 میں یہ ہوا تھا جس میں ساری parties شامل تھیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس میں، میں بھی شامل تھا۔ سب جماعتوں نے مل کر الیکشن ایکٹ میں کچھ amendments کی تھیں اور اس کو تیار کیا تھا کیونکہ اس وقت حکومت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی تھی۔ اس کے بعد 5 اگست، 2023 کو سیکشن 140 میں ترمیم کی گئی۔ اس میں یہ چیز شامل کی گئی Election Tribunal will comprise of serving Judge of the High Court only. اس کے بعد آج یہ بل پھر پیش ہورہا ہے۔ اس کا جو لب لباب ہے، وہ یہ ہے کہ Election Tribunal can comprise of a panel of both retired and serving Judges. بات یہ ہے کہ جب ہم اس طرح کے ایک legislative seesaw میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو وہ جو legislation کا ایک concept ہے، وہ معنی کھو دیتا ہے۔ وہ اپنی توقیر اور عمل داری کو کھو دیتا ہے کیونکہ it lacks moral justification. جب آپ قوانین اس بنیاد پر بنائیں کہ جو آپ کو suit کرتا ہے، آپ اس کے مطابق ترمیم لے آتے ہیں۔ جو آپ کو suit نہیں کرتا، آپ اس کو نکال دیتے ہیں just because you have the numbers. جس طرح ابھی ہمیں وزیر قانون کے attitude سے پتا چلا کہ ان کا mind-set کتنا dictatorial ہے کہ he is not willing even to listen and he is taking things in a very light mood. جب آپ کی باری آئے گی تو اس کا جواب دیجیے گا۔

جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ regime change کے بعد جن مشکلات میں ہماری جماعت کو مبتلا کیا گیا، اس میں پہلا اور سب سے بڑا قدم یہ تھا کہ ہماری جماعت سے الیکشن کا symbol لے لیا گیا۔ اس سے پہلے کیا ہوا کہ آئین کے مطابق جو ایک electoral obligation تھی کہ جب اسمبلیاں اپنے وقت سے پہلے ٹوٹ جائیں یا ان کو dissolve کر دیا جائے تو الیکشن 90 دنوں میں ہوں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس میں آئین شکنی ہوئی اور اس particular election requirement کو ignore کیا گیا۔ وہ constitutional provision جو اس معاملے کو address کرتی تھی، اسے ignore کیا گیا۔ اس کے بعد پاکستان تحریک انصاف پر جو ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

سب کے علم میں ہے کہ اس کے بعد الیکشن کتنی مشکل سے announce کروائے گئے۔ الیکشن ہوئے۔ الیکشن سے پہلے پاکستان تحریک انصاف سے اس کا symbol چھینا گیا۔ وہ بھی ہو گیا لیکن اس سے بھی کچھ کام نہیں بنا۔ ہمارے candidates کو اٹھایا گیا۔ ہمارے candidates کے کاغذات چھینے گئے۔ کاغذات جمع نہیں کروانے دیے گئے۔ اس وقت کے ہمارے ان دوستوں نے جو آج treasury benches پر بیٹھے ہوئے ہیں، اُف تک نہیں کی۔ ہم تو victims تھے، بھاگ دوڑ رہے تھے اور چھپ رہے تھے۔ اس کے بعد باوجود اس امر کے کہ پاکستان تحریک انصاف نے 2023 اور 2024 میں پورے لوازمات کے ساتھ intra-party election کروائے لیکن الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جو دوسرے الیکشن تھے، وہ ہم نے سپریم کورٹ کی directions اور points کے عین مطابق یعنی نقطہ، comma اور full stop تک کا لحاظ کرتے ہوئے، منعقد کروائے۔ میں challenge کرتا ہوں کہ ادھر جتنی بھی جماعتیں بیٹھی ہوئی ہیں، ان کے الیکشن اگر آپ دیکھ لیں تو وہ فراڈ الیکشن تھے۔ دوسری طرف ہمارے ایک ایک لفظ کی جانچ پڑتال کی گئی اور کہیں پر بھی ہمیں کوئی margin نہیں دیا گیا اور نہ ہم چاہتے تھے کیونکہ ہم نے الیکشن بہت transparent طریقے سے کروایا تھا۔ ظلم یہ ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان جو کہ اس صدی کا سب سے controversial election کرواتا ہے۔۔۔۔ بہترین آپ کے لیے اس لیے تھا کہ بغیر کچھ کیے ہوئے آپ اسمبلی میں بیٹھ گئے۔ الیکشن کروانے کے بعد الیکشن کمیشن ہمیں کہتا ہے کہ آپ نے الیکشن ٹھیک نہیں کروائے۔ (جاری۔۔۔T08)

T08-04July2024 Naeem Bhatti/ED: Khalid 6:10 pm

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): (جاری۔۔۔) الیکشن کمیشن ہمیں کہتا ہے کہ آپ نے الیکشن ٹھیک نہیں کروائے اور سپریم کورٹ میں یہ بار بار ذکر ہوتا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف نے الیکشن نہیں کروائے اس لیے ان کو نشان نہیں ملا I think that is

wrong, factually wrong and that is legally wrong، ہم نے الیکشن 2023 میں کروائے، ہم نے الیکشن 2024 میں کروائے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان میں جو بیٹھے ہیں اگر وہ اتنے dictatorial ہیں، ان میں اتنا زعم ہے کہ جی ہم الیکشن کمیشن آف پاکستان ہیں sorry sir, Law Minister is disturbing my speech, so I may request you. دیکھیں کہ سچائی کی بات ہے اور یہ ہمارے دوستوں کو بھی کام آئے گی، میں جو باتیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ pin drop silence میں speech کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: بالکل. I appreciate that. یہ ان کے کل کام آئیں گی اس ایوان کے جتنے ممبران ہیں کیونکہ یہ کسی ایک کے ساتھ نہیں ہوتا یہ چیزیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں، آج ہمارے ساتھ ہے، کل ان کے ساتھ ہوگا تو یہ سب کے لیے کام کی باتیں ہیں۔ جب انہوں نے ہمارے الیکشن نہیں مانے اور ہمیں نشان نہیں دیا گیا، ساری قوم جانتی تھی ہمیں ہر قسم کے مضحکہ خیز قسم کے نشانات دیئے گئے لیکن سلام ہے، سیلوٹ ہے پاکستانی عوام کو کہ جن میں کچھ تعلیم یافتہ نہیں بھی تھے، کچھ کم تھے، بوڑھے تھے، جوان تھے، خواتین تھیں، دیہاتی تھے، سب نے اپنے اپنے candidates جو پاکستان تحریک انصاف کے حمایت یافتہ تھے، ان کو ووٹ دیا اور انہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ اب issue کیا آیا کہ ان ووٹوں کو کسی نے گننا بھی تھا اور ووٹ گنے گئے اور رات تک پاکستان تحریک انصاف landslide victory لے رہی تھی، اس کے بعد پھر ایک جھرلو پھرا اور پاکستان تحریک انصاف کی جو سیٹیں تھیں وہ آدھی سے بھی کم کر دی گئیں، وہ دے دی گئیں کہ جس نے 10 ہزار ووٹ لیے تھے اس کے ساتھ بائیں طرف '1' لگا دیا گیا کہ 110000 ووٹ آپ کے ہیں مبارک ہو۔ اسی طرح چاہے وہ پنجاب ہو، خاص طور پر پنجاب کے الیکشن کیونکہ ملک میں سب سے زیادہ سیٹیں پنجاب کی ہیں۔ By the way، یہ وہ issues ہیں ہمیں ان پر بھی سوچنا ہے کہ کیا کیا جائے کہ جس طرح یہاں پر tyranny of majority ہے

how do we get rid of tyranny of majority? Where if you put together all the three provinces, yet we will not be able to balance out the seats that one particular province has. Fair enough, this is; what is the current scheme of things.

Mr. Chairman: we have to make a province.

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): جی. exactly اب جب وہ بھی ہو گیا تو اب الیکشن کا issue تھا۔ میں ذرا اس کو سمیٹتا ہوں جلدی سے۔ وہ یہ تھا کہ جب الیکشن ہو گئے تو الیکشن میں ہمیشہ انتخابی عذرداریاں ہوتی ہیں، انتخابی عذرداریوں کے لیے elections

election tribunals بنتے ہیں، وہ فیصلے کرتے ہیں کہ کیا ہوا، کیا نہیں ہوا اور وہ 90 دنوں کے اندر فیصلے کرتے ہیں۔ اب election tribunals کو بھی تو manage کرنا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے. Form 45, Form 47 پتن میں ایک NGO ہے "The News" میں ایک article چھپا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ الیکشن کمیشن کی ویب سائٹ سے 25 سیٹوں کے record Form 45 ہی اڑا دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد جب یہ ٹریبونل کے ججز کی بات آئی تو اب ججز بھی ہم نے وہی لوگ لگانے تھے کہ وہ وہی کریں جو یہ چاہتے ہیں، کون چاہے گا کہ پردہ ہٹ جائے اور سچ سامنے آجائے، کوئی بھی نہیں چاہتا، خاص طور پر میرے بائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے دوست ہیں، کوئی نہیں چاہتا کہ یہ scheme disturb ہو کیونکہ ایک طریقے سے اس حکومت جو کہ ابھی بیٹھی ہے، یہ ایک minority حکومت ہے اور ان کو یہ suit نہیں کرتا کہ وہ election tribunals کو independently, transparently کام کرنے دیں here comes this amendment کہ ریٹائرڈ ججز کیونکہ جو ججز بیٹھے ہوئے تھے کیا ضرورت پیش آئی اس وقت کہ آپ نے یہ sitting judges کو ہٹا کر اور آپ نے دونوں کو کر دیا ہے، ریٹائر بھی کر دیا ہے۔

دیکھیں سورج کو آپ ہاتھ سے چھپا نہیں سکتے یہ fact ہے کہ پاکستان تحریک انصاف اس ملک کی electorally and politically is the biggest political party even یہاں پر جو incomplete House Senate ہے، یہ House Federation کی علامت ہے، اس میں ایک صوبے کے سینیٹر آج نہیں بیٹھے ہوئے اور یہ کرسیاں خالی ہیں۔ جناب والا! یہ افسوس کی بات نہیں ہے؟ یہ دکھ کی بات نہیں ہے کہ ایک صوبے کو اس کے حق سے محروم کیا جا رہا ہے جبکہ ادھر جب reserve seats کا issue آیا تو بجائے اس کے کہ یہ دی جاتیں یا اس پر جلد فیصلہ ہوتا اس کو delay کیا جا رہا ہے اور delay کرنے سے یہ House incomplete ہے۔ میں یہ بھی ساتھ میں کہہ دوں گا because this is a fact کہ جتنے بھی elections ہوئے ہیں they were legally or morally justified نہیں تھے because the House was not complete both the National Assembly and the Senate; they were incomplete وہاں پر reserve seats نہیں آئیں as a result وہ جو ایک issue کھڑا ہوا اس کی وجہ سے خیبر پختونخوا کے سینیٹرز اس House میں نہیں آسکے۔ This is the tragedy and a perpetual tragedy which is ongoing that even the so called democratic Houses are incomplete and nobody is worried about it. دیکھیں جب

اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں تو پھر ہم کیا توقع رکھتے ہیں کہ کیسے لوگوں کا پارلیمنٹ یا electoral system پر belief ہوگا؟ پھر تو یہی بات ہے کہ جو طاقتور ہے بس وہ آ جائے گا۔ آج ہم نے جو جیل میں دیکھا وہاں پر ہم خان صاحب سے ملنے گئے تھے جو کہ ہمارا ایک right تھا۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ اس topic پر آ گئے ہیں۔

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): میرا خیال ہے وزیر قانون بہتر ہوگا کہ آپ اپنی وزارت قانون میں جا کر اس ملک میں جو قوانین کا بیڑا غرق ہو گیا ہے criminal procedure code میں کچھ amendments لائیں، عوام کی زندگی کو آسان کریں ،لوگ بیس بیس سالوں سے مقدموں میں پھنسے ہوئے ہیں، آپ یہاں آ کر جگت بازی کرتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کی چیزوں میں، یہاں سینیٹر کاکڑ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا تھا کہ ہم استعمال ہوتے ہیں، بھائی ہم کیوں استعمال ہو رہے ہیں؟ یہ استعمال ہونا اس ملک کی political, democratic, economic future کے لیے خطرناک ہے اور اگر یہ تاثر ہے کہ عوام کیڑے مکوڑے ہیں تو جب کیڑے مکوڑے ہیں تو ہماری بھی کیا حیثیت ہے ہمیں تو کیڑے مکوڑوں نے منتخب کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی جواب کچھ دیں گے۔

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): بالکل دیں گے۔ 2 minutes more, I appreciate۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ وقت کی ضرورت کے مطابق قوانین بنانے، کوئی خاص مقصد حاصل کرنے کے لیے قانون بنانے، میرا خیال ہے کہ اس کو رہنے دیں کہ پچھلے سال ایک amendment کی وہ آپ کو suit نہیں کرتی تھی آج آپ دوبارہ ایک amendment لے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے اس کو مضحکہ خیز نہ بنائیں یہ ایک serious House ہے اگر آپ اس کو رکھنا چاہیں اور اگر وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں، میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں justification بتادیں کہ ایسا کیا ہوا کہ 2023 میں انہوں نے ہی، PDM کی حکومت نے ایک amendment move کی اور اس کی کیا وجہ ہے ایک سال سے کم عرصے میں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ ان کو سنیں گے تو پتا چلے گا۔

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میرا last argument ہے، میری تقریر بھی ختم ہوتی ہے کہ کیا وجوہات ہیں کہ 5^{th} August, 2023 میں انہوں نے Election Act میں amendment کی، آج جولائی شروع ہو چکا ہے

یعنی ایک سال سے بھی کم عرصے میں کیا ضرورت پڑی، کیا ایسے حالات بدل گئے، حالات تو بدلے ہیں کیونکہ عوام نے فیصلہ دیا ہے اس کو بھی تو دیکھنا ہے تو اس amendment کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے؟ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister for Law, you move and then others will speak,

ایک منٹ، میں آپ کو طریقہ کار بتادوں۔ (جاری۔۔۔۔۔)

T09-04July -2024 Tofique Ahmed/Ed; Khalid 06:20PM.

جناب چیئرمین: (جاری۔۔۔) ایک منٹ، میں آپ کو طریقہ کار بتادوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب وزیر قانون صاحب آپ move کریں اور اگر کسی نے بولنا ہے تو پھر سب کو موقع ملے گا۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں move کرتا ہوں پھر اس کے بعد جواب دوں گا، پہلے House کی sense لے لیں۔ میں ایک منٹ میں بتادوں کہ یہ وہی 140 ہے جو 2017 میں سینیٹر شبلی فراز صاحب نے، سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب نے اور محترمہ انوشہ رحمان صاحبہ نے تقریباً 100 کے لگ بھگ meetings کرکے جو election act بنایا تھا یہ وہی consensus provision ہے۔ 2023 میں Election act میں کافی ترامیم آئی ہیں۔ ان میں سے ایک ترمیم یہ بھی تھی اور یہ ساری ترامیم PTI نے reject کیں۔ انہیں timing suits کرتی ہے، انہیں قانون سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے اور اسی لیے یہ صرف ایک ہی بات کرتے ہیں۔ جس دن یہ یہاں پر bulldoze کرتے تھے ہم وہاں بیٹھے ہوتے تھے اس وقت قانون سازی بالکل ٹھیک تھی۔ جس دن انہوں نے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: نہیں سنیں اور حوصلہ کریں۔ جس دن انہوں نے 53 قوانین پونے گھنٹے میں پاس کروائے بابر اعوان صاحب تھے، آپ نیشنل اسمبلی کے camera open کروا کر دیکھیے گا۔ ہم سارے joint sitting میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پونے گھنٹے میں 53 قوانین پاس کروائے گئے وہ legislation بہت اچھی تھی۔ اس لیے میں کہتا ہوتا ہوں کہ ان کا کتا ٹومی اور ہمارا کتا کتا ہے۔ انہیں ہر چیز جائز ہے اور ہمیں ہر چیز حرام ہے۔ یہ وہ 140 ہے جس پر انہوں نے ووٹ ڈالا ہوا ہے، دستخط کیے ہوئے ہیں اور اس کی پرچار کی ہوئی ہے کہ یہ بہت اچھا قانون ہے۔ آج یہ کہتے ہیں کہ ضرورت کیوں پیش آئی ہے۔ ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ جب یہ قانون سازی ہوئی یہ scheme

of election petitions کو offend کرتی ہے۔ نمبر ایک، Election Tribunals کو مزید fast track کرنے کے لیے 2023 میں اور ترامیم بھی کی گئی، کہا گیا کہ 45 petition دنوں میں file ہو گی، 7 دنوں میں جواب آئے گا ورنہ ex-party ہو گا، اتنے دنوں میں issues frame ہوں گے، اس کی یہ penalty ہو گی، adjournment پر جرمانہ کیا جائے گا، چھ مہینوں میں petition decide ہونی ہے۔ یہ اس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جن کے اس وقت کے ڈپٹی اسپیکر قاسم سوری stay order پر پانچ سال ڈپٹی اسپیکر رہا اور اب یہ ہمیں جمہوریت کا درس دیتے ہیں۔ جنہوں نے جمہوریت کو چوری کرنے اور mandate چوری کرنے کے لیے RTS ایجاد کی اور یہ لعنت یہاں پر اس ملک میں مسلط کی۔ جنہوں نے ڈسکہ کا الیکشن چرایا اور مثال قائم کی۔ آج یہ ہمیں سبق دیں گے؟ یہ space کس نے دی؟ جمہوریت سے نکال کر کسی اور کی طرف؟ کون کس کا بیٹا بنا تھا اور روحانی باپ کس نے مانگا تھا تاریخ سے پوچھیں مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں؟ آپ کے تو ابو تھے۔

Mr. Chairman: Please move Order No.04.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! Simply یہ وہی ترمیم ہے جو consensus document تھا۔ نیشنل اسمبلی میں اس دن count ہوا تھا، تھوڑی دیر پہلے 185 ووٹ ایک طرف اور 83 ووٹ ایک طرف آئے تھے۔ کمیٹی نے وہاں پر اسے thresh کیا ان کے لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، یہ منظور ہو چکا ہے۔ Now I move before the House.

Mr. Chairman: Yes please.

Consideration and passage of The Elections (Amendment) Bill,2024

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

(Interruption)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! Business ہو رہا ہے، تقریریں کہاں سے آئیں؟

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

Senator Azam Nazeer Tarar: I wish to move that the Bill further to amend the Elections Act……

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ تقریر کر رہے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! شام تک یہی چلے گا۔

جناب چیئرمین: دو منٹ بات سن لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب والا! آپ کے سامنے House کی sense آئی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: دو منٹ بات کرنے دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس کے بعد بات ہوتی ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Order in the House.

جب Bill move ہوتا ہے، شیری رحمان سنیں۔ جب بل move ہوتا ہے تو دو سے تین لوگ بولتے ہیں، so, this is the practice. آپ تشریف رکھیں انہیں دو منٹ بات کرنے دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک گھنٹہ وہ بولے ہیں کیوں کہ وہاں پر دینا چاہیے تھا۔

I will only give the five minutes to two, three persons.

Senator Syed Ali Zafar: This is a Bill, which they are trying to bulldoze, we have to tell everybody, to tell my friends.

جناب چیئرمین: کوئی bulldoze نہیں ہے۔

سینیٹر سید علی ظفر: یہ کتنا ظلم ہو رہا ہے، کتنی بدنیتی، اس کے سامنے کیا ہے؟ public سن رہی ہے اس بل کے پیچھے جو نیت ہے، the bad intention, the malafide intention یہ جو کرنے جا رہے ہیں، اس کو تو expose کر دوں پھر اس کے بعد ایوان کی مرضی ہے اسے پاس کر دیں، that's another issue.

جناب چیئرمین: یہ تو وہاں پر بھی decision ہوا ہے۔

Senator Syed Ali Zafar: Point is that I have to bring the facts on the record جو کہ ہر ایک کو پتا ہے this is a matter جو ابھی Supreme Court میں بھی pending ہے، High Courts میں بھی pending ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا میں پوری طرح presentation کروں، پانچ منٹ نہیں I will take 20 minutes.

جناب چیئرمین: 20 منٹ نہیں ہوگا۔

سینیٹر سید علی ظفر: نہیں جناب والا! میں بالکل کروں گا، I will not stop. آپ مجھے نکال دیجیئے گا لیکن I will not stop.

جناب چیئرمین: یہ نہیں ہو سکتا۔

(مداخلت)

سینیٹر سید علی ظفر: میں آپ کو بالکل lecture دوں گا، آپ کو lecture کی ضرورت ہے۔ There is a lecture that is required. جناب چیئرمین! آج کا قانون جو وزیر قانون صاحب نے پیش کیا ہے۔ میں آپ کو دکھاؤں گا کہ وہ آئین اور آئین کی روح کے خلاف ہے، نمبر ایک۔ نمبر دو، یہ قانون عدلیہ کی آزادی کے خلاف ہے، it is against the independence of the Judiciary یہ بھی میں آج دکھاؤں گا اور ثابت کروں گا۔ نمبر تین۔ This Law if it is passed, it actually threatens the integrity of the electoral process. ہمارا جو electoral process ہے it challenges that. Number four. جو عدلیہ اور executives کا concept ہے کہ یہ عدلیہ اور executives دو علیحدہ branches ہیں they are separate powers, اس کے خلاف ہیں جو ہمارا آئین کا پورا basic ہے، اس کے خلاف ہے۔ میں آخر میں بتاؤں گا کہ اگر یہ قانون آج پاس ہو گیا، یہ جس ماحول میں پاس ہو رہا ہے، اگر یہ پاس ہو گیا اور اس کو کمیٹی میں نہیں لے کر گئے تو پھر جناب چیئرمین! یہ جمہوریت کا قتل ہوگا۔ اس قانون کے پیچھے نیت کیا ہے؟ جو unelected لوگ آ گئے ہیں، یہ ان کو طاقت میں

This is law which will keep those who have been unelected رکھنے کے لیے قانون بنایا جارہا ہے۔

let us call speed, speed. اس قانون کا background کیا ہے؟ کیوں کہ آج ضروری یہ ہے کہ، empowers. Let us exposed who is behind this and what is going on between the main Election Commission of Pakistan and those people main culprit, culprit کون ہے؟ who are sitting empower. Let us expose the beneficiaries, let us expose یہ جو ایک conspiracy ہے اس کو آج میں ننگا کردوں گا۔ میں نے آج اس کو expose کرنا ہے، جناب چیئرمین! Enough is enough, اس کو آج record پر expose کرنا ہے۔ This is beautiful Senate جس کے floor پر میں بات کررہا ہوں, this is being used for the purpose of this conspiracy, جو میں آج expose کروں گا۔

جناب والا! اس کا background یہ ہے کہ ایک قانون Section 140 ہے۔ Section 140 جس کی آج ترامیم کرنے جارہے ہیں، Section 140 کیا کہتا ہے؟ Section 140 کہتا ہے کہ الیکشن ختم ہو جائیں---جاری---T10-----

T10 – 04July2024 IMRAN/ED: KHALID 06:30 pm

سینیٹر علی ظفر: (جاری ہے---) Section 140 کہتا ہے کہ جب election ختم ہو جائے تو اس کے بعد election Tribunal بنے گا۔ اور جو original Section 140 تھا وہ یہ کہتا تھا کہ جب election ہو جائے تو election Tribunal کی appointment Election Commission of Pakistan کرے گا لیکن جو Tribunal judge کی appointment Election Commission of Pakistan کرے گا، تو وہ جو بھی relevant Chief Justice ہوگا، اس کو consult کرے گا۔ اگر وہ sitting judge ہوگا یا retired ہوگا، اس کو Chief Justice کی consultancy کرنی پڑے گی۔

2023 میں، جیسے کہ Leader of the Opposition نے ذکر کیا، انہی کی حکومت ترمیم لے کر آئی اور اس کی وجہ کیا تھی؟ انہوں نے یہ کہا کہ retired جج صاحبان جو ہیں، وہ نہیں لگیں گے، صرف اور صرف انصاف کا تقاضا پورا کرنے کے لیے تاکہ judiciary اور Tribunal کے judges impartial رہیں۔ تو صرف sitting judges appoint ہوں گے اور ان sitting judges کی Chief Justice consultation سے ہوگی کہ کس نے appoint ہونا ہے۔

پاکستان کا general election جو کہ 8 فروری 2024 کو ہوا، جناب وہ اسی ترمیم شدہ Section 140 کے تحت ہوا۔ یعنی جو Section 140 کی ترمیم تھی، جس کے تحت جو Tribunal بننا تھا وہ Tribunal sitting judges پر بننا تھا، وہ Tribunal کی اس شق کے تحت election ہوئے۔ جب disputes پیدا ہوئے کیونکہ Election Commission نے، جس طرح Leader of the Opposition نے اپنی تقریر میں بتایا، بہت سارے ایسے constituencies تھے جہاں بہت بڑی major دھاندلی ہوئی جس میں Election Commission of Pakistan ملوث تھا، اس لیے وہ challenge کیے گئے۔ جب وہ challenge کیے گئے تو Election Commission of Pakistan نے اسی Section, جناب چیئرمین! یہ بڑی اہم چیز ہے، اسی Section 140 کے تحت Election Commission of Pakistan نے Chief Justice Lahore High Court اور باقی سارے Chief Justices کو درخواست کی کہ آپ ہمیں kindly اس کے مطابق sitting judges appoint کر دیں۔ لاہور High Court کے Chief Justice صاحب نے آٹھ جج صاحبان کا ذکر کیا جو sitting judges تھے، بڑے eminent judges تھے، بڑے impartial judges تھے، بڑے independent judges تھے، جنہوں نے ان سارے disputes کا فیصلہ کرنا تھا۔

Election Commission of Pakistan نے ان میں سے چار judges کو Pick and choose کر لیا اور کہا کہ چار ہمیں acceptable ہیں اور چار ہمیں acceptable نہیں ہیں اور ان کو territories بھی assign کر دیں۔ اس پر Chief Justice of Lahore High Court اور Election Commission of Pakistan کے درمیان جھگڑا چل گیا۔ Chief Justice of Lahore High Court نے یہ matter ایک sitting bench of Lahore High Court کو refer کر دیا۔ Sitting judge صاحب نے کہا کہ آئین کے تحت یہ جو sitting judge ہے، اس کا فیصلہ کہ کون ہو گا، وہ فیصلہ صرف اور صرف Chief Justice کر سکتا ہے اور Election Commission of Pakistan نہیں کر سکتا، consultation کا مطلب یہ ہے۔

جناب، اب کیا ہوا کہ Election Commission of Pakistan نے اس کو Supreme Court میں challenge کر دیا۔ آج Supreme Court of Pakistan میں case لگا ہوا تھا۔ Supreme Court of

Pakistan نے بھی یہی کہا کہ نہیں، یہ appointment کا اختیار Election Commission of Pakistan کا نہیں ہے۔

یہ جھگڑا جو Election Commission of Pakistan اور Chief Justice صاحب کے درمیان تھا، اس کے لیے یہ حکومت اب ایک قانون لے آئی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ، جناب چیئرمین، میں انتظار کروں گا کہ آپ پہلے یہ کر لیں۔ تو یہ Election Commission of Pakistan جو pick and choose کر رہی تھی، کہ نہیں ہماری مرضی کے جج ہوں گے، حکومت نے ایک نئی بات سوچی اور حکومت نے کہا اور treasury benches سارے اس میں ملوث ہو جاتے ہیں، انہوں نے یہ کہا اور Law minister صاحب یہ law لے کر آئے ہیں کہ جناب، آپ ہمیں retired judges choose کرنے دیں تاکہ Election Commission of Pakistan retired judges choose کر لے جن کا Chief Justice صاحب کی consultation کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ یعنی وہ اپنی مرضی کی، pick and choose کر کے، اپنے ہی cases جس میں Election Commission خود ہی ملوث ہے، وہ اپنی مرضی کے judges اس میں لگالیں۔

جناب، اب اگر آپ Section 140 دیکھیں، اس Section 140 کو دیکھنا بہت ضروری ہے۔ Section 140 کہتا ہے کہ جب بھی Tribunal کا کوئی بھی جج لگے گا تو اس جج کو appoint Election Commission کرے گا لیکن اس کی consultation Chief Justice concerned سے ہو گی۔ جناب، اب Chief Justice سے consultation کا کیا مطلب ہے؟ Consultation What does that mean about consultation? کا ہمارا، جیسا کہ Law Minister صاحب کو پتا ہے، law کی تشریح کرنے کا ایک principle ہے اور جب ہم سارے بیٹھ کر قانون سازی کرتے ہیں تو اس principle کو ہم اپنے دماغ میں رکھتے ہیں کہ کوئی لفظ ایسا ہے کہ جس کی already تشریح ہو چکی ہے اور ہم اپنے قانون میں اسے استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری پارلیمان کا مقصد یہی تھا کہ اس لفظ کے وہی معنی ہوں گے جس کی پہلے تشریح ہو چکی ہے۔

So, consultation کا لفظ جو تھا اس پر Supreme Court کی دو بڑی judgements تھیں جنہوں نے اس کی تشریح کی تھی۔ ان میں سے ایک الجہاد ٹرسٹ case تھا۔ جناب، آپ کو یاد ہو گا کہ ایک زمانے میں appointment of judges ہوتی تھیں جس میں یہ لکھا تھا کہ صدر صاحب appoint کریں گے لیکن انہوں نے Chief Justice کو consult کرنا ہے۔ Section 140 میں جو لفظ consultation استعمال ہوا ہے وہی ہمارے آئین کے اس وقت کے Article میں تھا۔

تو الجہاد ٹرسٹ case میں اس کی تشریح کی گئی کہ this is not something meaningless,

Consultation کا مطلب یہ کہ جس طرح ہم عام اپنے الفاظ میں استعمال کرتے ہیں۔ consultation doesn't mean

ہے کہ اگر Chief Justice صاحب نے کہا ہے کہ یہ شخص appoint ہوگا، تو پھر executive نے اس کو appoint کرنا ہے اور

اگر executive اس کو appoint نہیں کرے گا تو ان کو وجہ دینی ہے کہ کیوں نہیں appoint کر رہے۔ Consultation کا

مطلب یہی ہے کہ جو Chief Justice نے approve کر دیا، وہی approve ہوگا۔

تو consultation کو ایک خاص معنی دیئے گئے ہیں۔ اب Section 140 میں یہی معنی، exactly یہی لفظ استعمال کیے

ہیں جو میں پڑھ لیتا ہوں۔ Section 140 یہ کہتا ہے کہ

that in the appointment of judges, the Chief Justice shall be consulted so appointment will be made with the consultation of the Chief justice, which means that Chief Justice

جو کچھ بھی کہے گا وہی approve ہوگا۔ یہ قانون ہے۔

جناب، اب دوسرا case بڑا interesting ہے کہ ایک Tribunal کی appointment کا سوال پیدا ہو گیا کہ

Service Tribunal میں کس کو appoint کریں گے۔ وہاں کا قانون بھی یہی کہتا تھا کہ آپ retired اور non retired

لوگوں کو appoint کر سکتے ہیں لیکن اس پر آپ Chief Justice کی consultation کریں گے۔ اس پر case Supreme

Court تک گیا۔ اس case کا نام ہے شیخ ریاالحق۔

شیخ ریاالحق case میں Supreme Court کی جو judgement ہے، اس کے الفاظ بہت interesting ہیں۔ وہ

کہتے ہیں کہ

as far as the sitting judge of the High Court acting as the Chairman of the Tribunal is concerned, there is no difficulty in determining the tenure during which he shall hold the charge in addition to his own functions. Preferably, it would be appropriate in the interest of the institution that if a sitting judge is not asked to perform its duties as Chairman.

If a retired judge of the High Court is to be appointed as Chairman of the Tribunal, selection should be made in consultation with the Chief Justice of the High Court in the case of provincial Service Tribunal and in consultation with the Chief Justice of Pakistan in the case of Federal Service Tribunal, who may nominate a retired judge.

Therefore, the executive cannot be allowed to interfere in the process of appointment of such important functionaries of Tribunals, who is required to be appointed independently, because while discharging its functions, the Tribunal does not act as an executive body; rather performs judicial functions.

If such a body Tribunal is not in a position to enforce fundamental rights including the right to have access to justice because the reason is that when the appointments have to be made, they remain at the mercy of the executive, which is itself a litigant party in most of the cases before the Tribunal and no hope can be pinned on such a tribunal to discharge its functions independently.

Basically, Supreme Court نے یہ کہا ہے کہ اگر executive کو آپ نے power دے دی کہ وہ retired judges کو اپنی من مانی کرکے appoint کر سکتے ہیں، تو پھر وہ access to justice کا جو principle ہے، جیسا کہ آئین کا Article 9 کہتا ہے کہ due process follow کرنا ہے۔ جواب Article 10-A ہے، جو کہتا ہے کہ fair trial ہونا چاہئے، ان سب کی خلاف ورزی ہو جائے گی۔ This is the importance of what we are discussing today.

آج Law Minister صاحب یہ کہنے جا رہے ہیں، انہوں نے یہ کہا کہ جناب ہم اس لیے یہ قانون لے کر آ رہے ہیں کیونکہ اس قانون سے High Court پر بہت burden ہے اور High Court کے جج صاحبان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ Tribunal کو پوری طرح اپنا وقت دے سکیں۔

(T11 پر جاری ہے)

T11-04JUL2024 ASHFAQ/ED. KHALID 6.40PM

سینیٹر سید علی ظفر (جاری)۔۔۔: کیونکہ اس قانون سے High Court پر بہت burden ہے اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ tribunal کو پوری طرح اپنا وقت دے سکیں، اس لیے ہم یہ ترمیم لے کر آئے ہیں تاکہ ہم retired

کو لے آئیں۔ جناب! اس کی یہ position ہے کہ ہائی کورٹ کے جج صاحبان نے یہ نہیں کہا اور کسی بھی Chief Justice of High Court نے یہ نہیں کہا کہ ہمارے پاس judges کی کمی ہے یا ہمیں retired judges چاہئیں یا ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ حکومت کس طرح assume کر رہی ہے، Executive کس طرح assume کر رہا ہے کہ یہ judiciary کو چاہیے یا نہیں چاہیے۔ This law is an interference with the independence of the Judiciary. Chief Justice نے جج صاحبان لگائے ہیں، they are sitting judges of the High Court. ہم یہ قانون لا کر ان sitting judges سے یہ cases واپس لینا چاہتے ہیں جن کے tribunals بن گئے ہیں، ان کے پاس cases پڑے ہیں اور وہ cases سن رہے ہیں۔ یہ اس قانون کے ذریعے ان cases کو واپس لے جانا چاہتے ہیں،

let us not become part of this conspiracy sir.

Mr. Chairman: Thank you very much.

Senator Syed Ali Zafar: Sir, I am not finishing yet.

جناب! ہمارے آئین کا Article 175 کیا کہتا ہے، let us understand that, Article 175 یہ کہتا ہے کہ Executive and Judiciary کو ایک دوسرے سے الگ ہونا ہے، Executive and Judiciary کو separate ہونا ہے، ہمارے آئین کی یہی بنیاد ہے۔ اسی طرح ہمارے آئین کا Article 10 ہے، یہ ہمارے آئین کی بنیاد ہے کہ judge of your own cause نہیں ہو سکتے۔ آپ نے independent رہنا ہے۔ یہ یہاں پر کیا کرنے جا رہے ہیں، یہ سب سے پہلے یہ کر رہے ہیں کہ Chief Justice کی Tribunal بنانے کی power کو لے کر Election Commission کو دینے جا رہے ہیں اور Election Commission خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ہم نے کس retired Judge کو لے کر آنا ہے۔ Obviously یہ اپنی من مانی کریں گے، وہ اپنی مرضی کے Judges لے کر آئیں گے اور اس کے بعد Election Tribunals میں اپنا فیصلہ کریں گے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو unelected لوگ ہیں، وہ power میں continue کرتے رہیں۔ یہ ساری اس scheme کی game ہے۔

Mr. Chairman: Convinced, thank you.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! دوسری بات یہ ہے کہ میں نے Article 175 کا ذکر کیا اور Article 175 یہ کہتا ہے کہ Executive الگ ہو۔ آپ Election Commission of Pakistan کو طاقت دے رہے ہیں کہ وہ Judges

appoint کرے، آپ کی یہ جو Al-Jihad Trust Judgement ہے، اس میں لکھا ہوا کہ یہ غیر آئینی چیز ہے۔ ہم یہ سوچتے اور سمجھتے ہوئے کس طرح بیٹھے ہوئے ہیں، ہم یہ قانون کس طرح pass کر دیں، ہم اس قانون کو کس طرح مان لیں۔ Just because Law Minister Sahib نے ایک one's liner دے دی۔ ٹھیک ہے، اس پر یہ بحث ہوئی ہو گی اور اس کو National Assembly نے pass کر دیا ہو گا لیکن this is Senate, ہم پوری قوم اور سارے provinces کو سینیٹ میں represent کر رہے ہیں اور ہم at parity and at par represent کر رہے ہیں، ہم اس وقت برابری کی representation کر رہے ہیں۔ جناب! آپ کو ہمیں debate کرنے کا موقع دینا چاہیے تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کو موقع دیا ہے۔

سینیٹر سید علی ظفر: اب موقع دے رہے ہیں لیکن یہ کمیٹی میں جانا چاہیے تھا this matter should have been debated in the committee. جناب! یہ جو bulldozing کا concept ہے، اس کی وجہ سے ہماری ساکھ ختم ہو رہی ہے۔ میں اس کو بار بار اور ہر بار کہوں گا کہ I am objecting to this.

Mr. Chairman: Thank you, please wind up.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! میں اس کے بارے میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ and I want to set on the record, اس ملک میں یہ جو سارا crisis بن رہا ہے، ہمارا جتنا crisis بن رہا ہے، starting from that day جب یہ elections نہیں کرا رہے تھے۔ کون آیا تھا کہ ہم نے 90 days میں elections نہیں کرانے حالانکہ the Constitution was very clear, آئین بالکل واضح تھا۔ جناب! Election Commission of Pakistan میں کون آیا تھا، اس کو کس نے join کیا تھا، ہماری Opposition and Treasury benches ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ ہم 90 days میں elections نہیں کرا سکتے، یہ نہیں ہو گا۔ Supreme Court of Pakistan نے دو بار order دیا کہ آپ 90 days میں elections کرائیں، یہی آئین کہتا ہے اور انہوں نے elections نہیں کرائے۔ Caretaker Governments چلتی رہیں، کس نے کیا، اس میں Election Commission of Pakistan بھی ملوث رہا۔

جناب! اس کے بعد جب elections ہو گئے اور dispute ہوا، ہم نے کہا کہ ہم Election Commission of Pakistan کے پاس نہیں جاتے، ہم آزاد عدلیہ کے پاس جاتے ہیں۔ اب آزاد عدلیہ ان cases کا فیصلہ کرنے جا رہی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ

ہمیں آزاد عدلیہ منظور نہیں ہے کیونکہ وہ انصاف کریں گے، وہ فیصلہ کریں گے کہ واقعی دھاندلی ہوئی ہے۔ ان کا کیا جواب ہے کہ چلیں، اس طرح کرتے ہیں کہ اپنی مرضی کا جج لگا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جواب دیتے ہیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! this is what is happening? یہ جو مرضی کہہ لیں کہ ہم اس کو بڑے اچھے principlesکے لیے کر رہے ہیں، ہم Judiciaryکی مدد کر رہے ہیں۔ ان سے Judiciaryنے کب مدد مانگی ہے؟ Judiciary نے الٹا کہا ہے کہ ہم اپنے فیصلے کرنا چاہتے ہیں، جسٹس جہانگیری صاحب کو جو caseدیا اور ان کو Election Tribunalمیں بنایا، ان کے بارے میں Election Commission of Pakistanکہتا ہے کہ ہمیں یہ sitting Judge منظور نہیں ہے، یہ incompetent ہیں۔ ان کو بلایا گیا اور ہائی کورٹ نے دوبارہ فیصلہ کیا اور Election Commission of Pakistanکیا بات کر رہا ہے۔

جناب! اتنے دنوں سے Supreme Court of Pakistanمیں caseچل رہا ہے، اس کی live recordingہو رہی ہے، آپ نے Election Commission of Pakistanکے بارے میں Judgesکی observationsسنی ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ملوث ہیں۔ جناب! خدا کے واسطے! اب Election Commission of Pakistanکی مدد کرنے کے لیے اس سینیٹ کو استعمال نہ کریں۔.we cannot tolerate this sir

Mr. Chairman: Thank you. Now, I give the floor to Senator Farooq Hamid Naek Sahib.

ان کا بار بار نام لیا گیا ہے۔

Senator Farooq Hamid Naek

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you Mr. Chairman. I have the greatest respect of my friend Senator Syed Ali Zafar Sahib.

میں I am practicing Lawyer اور practicality and ground realitiesپر آنے سے پہلے یہ کہوں گا کیونکہ جو مجھے to defend my clientتکالیف اور پریشانیاں ہوتی ہیں، وہ بعد میں بتاؤں گا۔ میں سب سے پہلے عرض کرنا چاہتا ہوں، آئین کیا کہتا ہے اور آئین یہ کہتا ہے، Article 219 of the Constitution کا Clause C یہ کہتا ہے کہ یہ Election

کے to appoint Election Tribunal. High Court ہے power کی Commission of Pakistan

Judges کی کوئی power نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی election dispute پر Tribunal بنالیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ no

one can be a judge in his own cause, اگر ایک جج خود کہے کہ میں یا میرا ساتھی جج election tribunal بنے

گا اور election disputes decide کرے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Article 219 کی نفی ہو گی۔

جناب! اس کے علاوہ Superior Court Judges کا جو Code of Conduct ہے، اس کی بھی نفی ہو گی، وہ خود اپنے آپ tribunal نہیں بنا سکتے۔ اب ایک اور Article 222 of the Constitution ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ،

"subject to the Constitution; the conduct of elections and election petitions; the decision of doubts and disputes arising in election petition"

یہ بھی Election Commission کا کام ہے۔ یہ آئین Election Commission of Pakistan کو complete power دیتا ہے، to appoint the Election Tribunal for the purpose of resolution of disputes between the two contesting candidates. اب یہ آئین ہو گیا۔ Ground reality کیا ہے جب 2013 میں elections ہوئے، اس وقت retired judges کو as election tribunals appoint کیا گیا تھا۔ میں آپ کو وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ 80% of the election disputes or election petitions were decided by the Election Tribunals comprising of the retired Judges of High Court and Session Courts اور ان کی appeals directly Supreme Court of Pakistan میں جاتی ہیں، یہ پھر Supreme Court of Pakistan پر ہے کہ انہوں نے کتنی دیر میں یہ فیصلہ کرنا ہے، وہ یہ فیصلہ جلدی کریں یا بعد میں کریں۔ 2013 سے لے کر 2018 تک میں as a counsel بے شمار election petitions میں appear ہوا ہوں اور میری جتنی بھی petitions 100% تھیں، وہ میرے خلاف ہوئی تھیں یا میں نے file کی تھیں، ان سب کا فیصلہ ہو گیا۔

جناب! اب آگے چلتے ہیں، 2018 آجاتا ہے اور 2018 میں یہ قانون آ گیا کہ sitting Judges of the High Court will be the election Tribunal. With greatest respect to the Judges of the High Court, انہوں نے فیصلے ہی نہیں کئے، ان کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا کیونکہ وہ اتنے overburdened ہیں، پاکستان کے ہر شہری کو یہ پتا ہے کہ بے شمار litigations Courts میں pending ہیں۔ Chief Justice of the Supreme

پاس Judges کی کمی ہے۔ان Judges کی کمی کی وجہ سے ان کا جو ایک دن کا roster ہوتا ہے اور جو ان کی cause list ہوتی ہے، وہ پوری نہیں کر سکتے۔ جب ان کا main کام وقت ختم ہو جاتا ہے پھر وہ Election Tribunal کے cases اٹھاتے تھے، مگر وہ اس وقت اتنے تھک گئے ہوتے تھے۔۔۔آگے۔۔۔mentally and physically T12

T12-04June2024 Tariq/Ed: Khalid. 06:50 pm

سینیٹر فاروق حامد نائیک۔۔۔(جاری)۔۔۔جب ان کے main کام کا time ختم ہو جاتا ہے پھر وہ Election Tribunals کے cases اٹھاتے تھے، مگر اس وقت وہ اتنے mentally and physically تھک گئے ہوتے تھے کہ وہ case نہیں چلاتے تھے۔ ایک تو یہ reason ہوتی تھی کہ case چلا ہی نہیں۔ دوسرا reason یہ ہوتا تھا اگر ایک tribunal جو کہ sitting judge پر ہے میں سندھ کی بات کرتا ہوں، Law Minister sahib پنجاب کی بات کریں گے، سندھ کے اندر کراچی میں اس کی posting ہے یا اس کی sitting Karachi کے اندر ہے، اس کے Chief Justice صاحب اس کو سکھر بھیج دیتے ہیں جیسے وہ سکھر گیا تو tribunal بند ہو جاتا تھا۔ اس لیے 2018 سے لے کے 2024 تک جو الیکشن ہوئے ہیں، election petitions بہت کم decide ہوئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ candidates جو کہ سیاستدان ہیں انہوں نے suffer کیا۔ اب ہم سب ادھر سیاستدان بیٹھے ہوئے ہیں، ہم کو تو ایسا قانون بنانا چاہیے جو کہ door cheep ہو اور doorstep پر ہو اور quick justice ملے۔ اگر آپ ایسے tribunals بنا دیں جس سے justice ہی نہ ملے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان tribunals کا کیا فائدہ؟

سینیٹر علی ظفر صاحب نے independence of judiciary کی بات کی۔ What is independence of judiciary? یہ کوئی لفظ ہے آج کل تو ہر جگہ بات ہوتی، ہر جگہ کانٹا پھنستا ہے تو independence of judiciary پر پھنستا ہے۔ Independence of judiciary کا مطلب جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک جج بغیر influence ہوئے case کا فیصلہ کرے۔ وہ retired judge بھی کر سکتا ہے اور sitting judge بھی کر سکتا ہے، آج بھی retired judges بے شمار tribunals میں لگے ہوئے ہیں اور آج بھی sitting judges tribunals میں لگے ہوئے ہیں۔ اچھے فیصلے بھی آتے ہیں، برے فیصلے بھی آتے ہیں۔ اسی لیے appeals files ہوتی ہیں۔ مگر independence of judiciary کا مطلب ہے کہ کوئی جج کسی کی بات نہیں سنے گا، چاہے وہ سائل ہو، چاہے وہ common man approach نہیں کر سکتا، جج کو کوئی approach نہیں کر سکتا،

independent ہو کر اس نے فیصلہ کرنا ہے۔ that is the independence of judiciary and nothing else. آج کتنے جج independent ہیں، اس پر ابھی میں بات نہیں کرنا چاہتا، آپ سب کو علم ہے اور اس کے بارے میں کبھی اور بات کی جائے گی۔ مگر اس وقت میں سمجھتا ہوں اگر ہم نے retired judges کو tribunals میں لگا دیا تو کوئی آفت نہیں آئے گی، جلدی فیصلے ہوں گے اور یہ جو سیاستدان ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں پی ٹی آئی والوں کا فائدہ ہوگا۔ زیادہ تر وہ عدالتوں میں گئے ہوئے ہیں، زیادہ تر وہ petitioners ہیں، they are the complainants جلدی فیصلہ ہو جائے گا، اس کا مطلب ہے یہ خود نہیں چاہتے کہ جلدی فیصلہ ہو، اور ملک کے اندر ایک anarchy رہے۔ ملک کے اندر فساد رہے اور ایک cause کھڑی کرتے رہیں، نہ اجلاس چلے، نہ سینیٹ چلے نہ ملک چلے۔ میں ان سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ اس Bill کو پاس کرنے میں حکومت کا ساتھ دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب! last speaker

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! مجھے خوشی ہے کہ پیپلز پارٹی اور فاروق ایچ نائیک صاحب کی طرف سے PTI کے فائدے کی بات کی گئی ہے، میں اسے appreciate کرتا ہوں مگر PTI کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا فائدہ خود decide کرے نہ کہ اس کا فائدہ پیپلز پارٹی decide کرے۔

جناب چیئرمین! اس وقت اس ملک میں جو مسئلہ ہے، میں اس بات پر insist نہیں کرتا کیونکہ ممکن ہے یہ مسئلہ درست ہو اور ممکن ہے کہ یہ درست نہ ہو مگر اس وقت ملک میں جو مسئلہ درپیش ہے وہ حکومت کے جائز اور ناجائز ہونے کا مسئلہ ہے۔ یہ ہماری طرف سے کہا جاتا ہے ممکن ہے کہ ہم غلط کہہ رہے ہوں مگر ہم کہتے ہیں کہ جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ عوام کے chosen representatives نہیں ہیں، کہیں اور سے chosen ہوں گے تو ہمیں پتا نہیں ہے۔ جس طرح سے میں یہ الزام عائد کرتا ہوں یہ درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت میں بیٹھے ہوئے دوستوں کے خلاف جو ہمارے دوست اور بھائی ہیں، دوسرا الزام کہیں اور پر بھی ہے مگر کہیں اور کا نام لیتے ہوئے بعض اوقات ہمارے پر جل جاتے ہیں تو دوسرا الزام Election Commission of Pakistan پر ہے۔ باوجود اس کے کہ دستور میں یہ لکھا ہوا ہے کہ Election Tribunals کی appointment Election Commission کی domain میں ہے۔ ہم نے دیکھ لیا، ہم نے پڑھ لیا، اسے تازہ بھی کر لیا کہ وہ Election Commission کی domain میں ہے مگر جب الزام Election Commission پر اور ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں پر ہو گا تو انہیں more conscious ہونا چاہیے، اس بات کا زیادہ احساس ہونا چاہیے، میرا خیال ہے کہ اگر کسی پر جائز یا ناجائز ہونے کا الزام لگے تو جس پر ناجائز کا

الزام لگے اسے اس حوالے سے زیادہ محتاط ہونا چاہیے اور وہ ثابت کرے کہ وہ جائز ہے۔ یہاں پر ایک ایسی legislation لائی جا رہی ہے، ایسی legislation introduce کروائی جا رہی ہے جسے ہم بغیر کمیٹی کے یا بغیر بحث کے carry on کرانا چاہ رہے ہیں، ہم اسے منظور کروانا چاہ رہے ہیں جو زندگی بھر اس بات کو جائز اور ناجائز پر مزید stamp کر دے گا اور ایک منٹ کے لیے فرض کر لیں کہ ہمارا الزام درست نہیں تھا تو بھی ان جائز اور ناجائز کا فیصلہ جب ریٹائرڈ ججوں کے ذریعے جب کروائیں گے تو وہ stamp ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! یہ جو تجربہ کیا جا رہا ہے یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہے، اس سے پہلے بھی یہ تجربہ کیا گیا تھا اور اس تجربے کے بعد شاید ہم نے کہا تھا کہ ہمیں عقل آ گئی ہے، ہم بہتر اور more wiser ہو گئے ہیں اور اس more wiser ہونے کے نتیجے میں ہم نے اسے درست کر دیا تھا۔ آج ہم دوبارہ less wiser ہونے جا رہے ہیں، less wiser شاید آپ اپنی majority کی بنیاد پر ہو جائیں گے، شاید یہ آپ کا حق بھی ہو کہ میں democrat کے طور پر یہ مانتا ہوں کہ جو majority کہے وہ carry بھی ہو جائے گا مگر اسے ہم ریکارڈ پر رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ فاروق نائیک صاحب نے کہا کہ ہم practicing advocates ہیں تو ہمیں پتا ہے کہ ان ریٹائرڈ لوگوں اور ریٹائرڈ ججوں کو کنٹرول کرنا کتنا آسان ہو جاتا ہے۔ ٹھیک ہے میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ شاید وہ Article 175 کے domain میں نہیں آتی، اس میں شاید وہ اس طرح سے hit نہیں ہوتے مگر ریٹائرڈ ججوں کی جو ACRs لکھی جائیں گی، اس کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے گا کیا وہ کہیں پر کنٹرول ہو سکیں گے۔ جناب اس کا جواب ہے کہ وہ کہیں پر بھی answerable نہیں ہیں۔ اگر وہ اللہ کو اور اپنے ضمیر کو answerable نہیں ہیں تو وہ اس نظام کو بھی answerable نہیں ہیں، یہاں High Court کا جج Article 209 میں answerable ہے اگر کہیں سپریم کورٹ کا جج ہے تو وہ بھی answerable ہے، اس کے خلاف reference لایا جا سکتا ہے۔ ان کے خلاف کوئی provision ایسی نہیں ہے کہ کل آپ ان کو answerable کر سکیں۔ جناب میری ایک آخری بات سن لیجیے کہ وہ خود کو بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: I have heard both sides, بہت اچھی بات کی اور catharsis ہوا ہے۔

It has been moved that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2024], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill i.e. clause by clause consideration of the Bill. Clause 2, there is no amendment in Clause 2, so I will put this clause before the House. The question is that Clause do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 2 stands part of the Bill. We may now take up Clause 1, The Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, do stand part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Preamble and the Title, stand part of the Bill. Senator Azam Nazeer Tarar, please move Order No.5.

Senator Azam Nazeer Tarar: Sir, I wish to move that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2024], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Elections Act, 2017 [The Elections (Amendment) Bill, 2024], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Bill stands passed.

آگے جاری۔۔۔(T-13)

T13-04JULY2024 Mariam/Ed:Waqas 07:00p.m.

Mr. Chairman: The Bill stands passed.

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: سینیٹر اعظم نذیر تارڑ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: آپ نے بہت تحمل سے سنا یہ جو نعرے بازی ہے میرے خیال سے پارلیمانی روایات کے خلاف ہے۔ یہ ایک دستور بن گیا ہے۔

Mr. Chairman: I will say that to honourable Senator don't make it as National Assembly, we will take strict actions here.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں بہت قانون اور دستور کے sermons دیے گئے لیکن جیسے سینیٹر فاروق نائیک صاحب نے کہا میں یہ بات record پر رکھنا چاہتا ہوں کہ آئین کا Article 219 اور اس کی Clause (c) میں clarity کے ساتھ ہمارے framers نے کہا کہ election commissioner appoint کرنے کا اختیار election commission کا ہی ہے اور یہ 1973 سے لے کر آج تک کی position ہے۔ فاضل سینیٹر علی ظفر صاحب قانون کے بہت اچھے طالب علم رہے ہیں اور قانون دان سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے آج misstate کیا ہے کہ یہ اختیار High Court کے judges کا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ misstatement تھی۔

ایک دوسری وضاحت پیش کرنا چاہوں گا آئین کے Article 222 کے تحت جیسے کہ فاروق نائیک صاحب نے کہا کہ election کیسے ہونا ہے؟ Tribunals کیسے بنتے ہیں؟ Tribunals میں کون ہو گا؟ یہ اختیار پارلیمان کا ہے یہ آئین کے تحت High Courts کا نہیں ہے۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ ہم اپنا اختیار کسی کو نہیں دیں گے۔ انہوں نے ہر قانون سازی challenge کی ہے اور اپنی داڑھی کسی اور کے ہاتھ میں پکڑائی ہے۔ میں قانون ساز ہونے کے حوالے سے اس House کو appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ہمیشہ وہ قانون سازی کی جو کہ آئینی اصولوں کے عین مطابق ہے اور میں پھر وضاحت سے یہ بات کروں گا کہ اس amending bill کا ایک coma or full stop بھی جو Consensus Provision تھی 2017 کی اس کے علاوہ نہیں ہے۔ یہ original کی بحالی ہے اور ہمارے دوستوں کو یہ بھی پتہ ہونا چاہیے انہوں نے کہا کہ یہ عدلیہ کی آزادی پر ایک حملہ ہے۔

جناب چیئرمین! محرم علی کیس میں 1998 میں Supreme court of Pakistan کے larger bench نے یہ وضاحت کے ساتھ کہہ دیا کہ دو قسم کے tribunals جو ہیں وہ آئین کی پیداوار ہیں۔ آئین کے تحت بنتے ہیں۔ Tribunals under Article 212 جو service matters کو deal کرتے ہیں اور Tribunals under Article 225 جو election petition سنتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین دوبارہ ایوان میں تشریف لائے)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: محرم علی کیس میں I am throwing the challenge, I am reading the lines

اس لیے کہ علی ظفر صاحب نے ہمیں پڑھایا ہے میں کمزور استاد ہوں لیکن میں تصحیح کردوں علی ظفر صاحب کہ محرم علی آج بھی field میں ہے اور یہ judgment reverse نہیں ہوئی۔ اس میں انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہہ دیا کہ:

The framers of the Constitution envisaged that Article 175, 202 and 203, they have expressly provided for the same in the Constitution in this regard reference may again be made to Article 212 of the Constitution which envisaged the establishment of administrative courts and tribunals in respect of matters relating to terms and conditions of service and so on.

اس سارے کو کرکے دوبارہ انہوں نے کہا کہ:

It may be stated that under Article 225 of the Constitution it has been provided that no election to a House and Provincial Assembly shall be called in question except by an election petition presented to such tribunal and in such manner as it may be determined by Act of Majlis-e-Shura under the above provision also tribunals or special courts can be constituted which maybe outside the preview of Article 175, 202 and 203 of the Constitution. Thank you.

جناب چیئرمین: وہ تو انہوں نے آپ کی بات کا جواب دیا ہے۔ We have to follow the agenda.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: علی ظفر صاحب۔

سینیٹر سید علی ظفر: Tribunals ہی election disputes کا فیصلہ کرتے ہیں لیکن یہ record پر آ جائے بس ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین! جو appointment کا process ہے independent judges or independent tribunals کی appointment کے process کو یہ negate کر سکتے ہیں اور یہ قانون میں negate کر رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ retired judges ہوں گے تو بہت honest رہیں گے۔ I think جو sitting judges ہیں اس کے خلاف ہیں یہ law

we will stand with our ہیں sitting judgesکے خلاف ہو گئے sitting judgesکے خلاف ہے۔ یہ بھی

and we will not leave them.ہم اپنےsitting judgesکے ساتھ کھڑے ہوں گے judges.

جناب چیئرمین: شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب چیئرمین! Argumentsجو بھی دیں میں وکیل نہیں ہوں، ہمارے جو وکیل ہیں انہوں نے بہت بہترین طریقے سے سارے lawکو بیان کیا ہے۔ میرا ایک ہی سوال ہے میں وکیل نہیں ہوں اور جو باقی بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ادھر ہمارے جو guestsبیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے جو journalistsبیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو argumentsآج دے رہے ہیں تو کیا ہوا کہ 05th August, 2023میں یہی چیز حلال تھی آج حرام ہو گئی۔ اگر حرام تھی تو آج حلال ہو گئی، تو یہ اس طرح نہیں ہوتا۔ ایک سال بھی نہیں گزرا کل یہی argumentsدے رہے تھے۔ Justice Munirکے بارے میں Justice Munir enjoys infamy in the judicial historyان کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک وقت میں دونوں طرف کے فیصلے دے سکتے ہیں with very very cogent arguments. I think our Law Minister is following the footsteps of Justice Munir.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: You have no right to comment like this.آپ یہ قسم کھا کر اس ایوان میں آئے ہیں کہ آپ نے ہر بات کو اپنی cassetteپر fitکرنا ہے اور وہی tapeچلانی ہے جو آپ کو وہاں سے ڈال کر بھیجی جائے۔

Mr. Chairman: Minister-In-Charge Cabinet Secretariat may move Order No.6.

Laying of the Annual Report of the National Economic Council (NEC) for FY 2020-21

Senator Azam Nazeer Tarar: I, wish to lay before the Senate the Annual Report of the National Economic Council (NEC) for the Financial year 2020-21, as required under clause (5) of article 156 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

It is a Constitutional requirement and this has been laid before in this House.

Mr. Chairman: Report stands laid.

Calling Attention Notice Senator Samina Mumtaz Zehri because you wanted to speak on the same subject which has been cleared.

میں نے یہ opposition کے احترام میں کیا۔

I only respected the Leader of the Opposition.

(مداخلت)

Mr. Chairman: You can hold a press conference. Senator Samina Mumtaz Zehri.

<u>Calling Attention Notice raised by Senator Samina Mumtaz Zehri regarding the alarming statistics revealed by BMERC with respect to road accident in Balochistan</u>

Senator Samina Mumtaz Zehri: I, would like to draw attention of the Minister for communications towards alarming statistics revealed by the Balochistan Medical Emergency Response Centre (BMERC) according to which during the last five years over 46,000 accidents have occurred on Highways of Baloshistan due to their deteriorating conditions which resulted into deaths of hundreds of commuters and injuries to thousands.

Mr. Chairman: You want to explain?

Senator Samina Mumtaz Zehri: Yes, I would like to explain. Mr. Chairman! There are basically about eight National Highways and these have great significance in regional trade from Pakistan to Iran, Afghanistan and Central Asian State. These highways cover about 4500 km and which is about 30.42% of NHAs road network.

which have ہے 46000 وہ ہے alarming number کا accidents ان کا جو In last five years occurred and 63000 people have been injured and 1221 people have died. This matter has come under the notice of Supreme Court where the judges have also found rampant corruption in NHA affairs in 2021. The CJP observed that according to a report in 2018, 5982 people died and 12894 road accidents have

occurred. Matters of these highways are called bloody highways, I am not abusing them I am just, in translation they will be called خونی راستے۔۔۔(جاری)

T14-04JUL2024 FAZAL/ED: Waqas 07:10 pm

Senator Samina Mumtaz Zehri (Cont)…. I am not abusing them I am just in translation they will be called

خونی راستے، خونی ہائی ویز۔ جناب چیئرمین! یہ topic بہت مرتبہ اس House میں raise ہو چکا ہے۔ NHA کی Corruption کے بارے میں بھی ہم discussion کر چکے ہیں۔ We have also on various occasions and my colleagues from Balochistan have also raised this issue over and over again. جناب چیئرمین! میں نے اپنی provincial assembly میں بھی یہ سنا اور پچھلے تین سال سے I have been listening to people cry about that we don't have basic necessities like no water, no highways, no infrastructure in Balochistan. جناب چیئرمین! میں بڑا intrigue ہوئی تھی اس معاملے سے کہ یہ ہر دفعہ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں حالانکہ natural resources بلوچستان کے سب سے زیادہ ہیں اس کے باوجود ہمارے وہاں کے لوگ are deprived and this is something of national interest. I wrote to the Auditor General and I wanted to investigate why no efforts were being made in the highways subject. Sir, I was not surprised when I received the report that was sent to me from 2012 to 2023, that's about 10 years, along with details of corruption of funds. Sir, the corruption of these funds were made by all the previous Governments that have past, in the last 10 years and Sir, politicians should be held accountable even though ایک پوری Auditor General کی رپورٹس میرے پاس موجود ہیں جس کے اندر یہ ساری کی ساری details موجود ہیں کہ کتنے انہیں funds ملے ہیں اور کتنی کرپشن ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! اس کے باوجود they keep on making excuses. Sir, this corruption and misappropriation of funds and theft of tax money is what leads to loss and damages of the nation. جناب چیئرمین! اگر یہ فنڈ ہم اس وقت صحیح طریقے سے استعمال کر لیتے تو آج اتنے زیادہ accidents بھی نہ ہوتے، Road بھی بن

جاتی اور دوسرے فنڈ جو ان کو مسلسل nonstop ملتے جا رہے ہیں ,over and over again یہ کہیں اور لگ چکے ہوتے، کسی اور کو benefit مل چکا ہوتا، ہماری youth کو، ہمارے عوام کو جو ابھی تک بے چاری ہر level پر suffer کر رہی ہے۔ Sir, and these are the same people, the Governments previously have been crying about کہ ہمیں PSDP میں funds نہیں ملتے۔ جناب چیئرمین! یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے یہ سارے پیسے کرپشن میں these funds استعمال کیے تھے، for their own personal gains or to be used to support their own elections campaigns and everything. Sir, I have an extensive report on this matter which needs to be referred to the Committee because I would like to call all these people and hold them accountable for all these things. We prefer کہ وہاں پر بیٹھ کر detail میں بات ہو، because I can talk for about 2 hours on this subject. Sir, I would like to have all the people involved in this present there so they can actually answer to where the funds have been used or misappropriated where did they go and what happened? Sir, if this is not called in the Ccommunications Committee then I would take it up in the Human Rights Committee because this is the Human Rights issue, where because of their negligence and their corruptions all these people have died and Sir, they are responsible, they should be held responsible for not only corruption but also for the accountability of all these people who have passed away and their love ones are suffering. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Senator Muhammad Humayun Mohmand.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ شکریہ، جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ Although بل تو پاس ہو گیا ہے لیکن میں ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! دیکھیں بات یہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مہمند صاحب! پہلے منسٹر صاحب جواب دے دیں پھر آپ بات کر لیں۔ جی، منسٹر صاحب۔

Mr. Abdul Aleem Khan, Minister for Privatization

جناب عبدالعلیم خان (وزیر برائے نجکاری): شکریہ، جناب چیئرمین! ہماری محترمہ فاضل رکن نے جو point raise کیا ہے یہ بڑا valid ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر جو accidents کی اموات ہیں وہ 2019 سے 2024 تک کوئی 165 کے قریب ہے۔ اس میں جو اچھی چیز ہے وہ یہ ہے اور positive بات ہے کہ اس میں بتدریج کمی آئی ہے۔ جو میرے پاس اعداد و شمار آئے ہیں 2019 تا 2021 اور 2022 تا 2024 کے دوران جو fatal accidents تھے ان میں کم از کم آدھے کا فرق پڑھا ہے۔ تو میں یہ نہیں کہہ رہا اور نہ میں justify کر رہا ہوں کہ کارکردگی بہتر ہو گئی ہے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس میں بہت گنجائش ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ یہ accidents صرف کرپشن کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ہو رہے ہیں کہ ہمارے لوگ over speeding کرتے ہیں۔ جہاں پر حد رفتار 80 سے 100 تک ہے وہاں پر لوگ 130 سے 150 تک بھی گاڑی چلاتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب عبدالعلیم خان: اگر مجھے محترمہ بہن اجازت دیں گی تو میں اپنی بات ختم کر لوں تو پھر جو آپ کا سوال ہوگا اس کا بھی جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب تیاری کرکے آئے ہیں۔ پہلے ان کو سن لیں۔

جناب عبدالعلیم خان: اس میں صرف کرپشن نہیں ہے۔ میں کرپشن کو justify نہیں کر رہا ہوں اور نہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کرپشن نہیں ہو رہی۔ کرپشن بالکل ہو رہی ہے اور آپ نے جو نشاندہی کی کہ ہمارے مختلف ادوار میں جو حکومتیں رہی ہیں اور ان میں جو ممبر رہے ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ تو میں بالکل آپ کی بات سے متفق ہوں۔ میں تو آپ کی کسی بات سے اختلاف نہیں کر رہا لیکن میں تو صرف پچھلے تین مہینوں کا جواب دے سکتا ہوں۔ اس کا جواب آپ مجھ سے لے لیں اور باقی جو پچھلے ادوار کی کرپشن ہے وہ آگے پیچھے جتنے بھی ہیں ان سب سے لے لیں۔ اگر تین مہینے کا ہے تو میں جواب دینے کے لے تیار ہوں۔ اگر میرے دور میں ہوئی ہے تو میں ان شاءاللہ اس کا جواب ضرور دوں گا۔ جس طرح ہماری محترمہ بہن نے کہا ہے میں ان کے لئے یہ بھی کہہ دوں کہ ہمارے ہاں accidents کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ ان میں over speeding ہے، ایک careless driving ہے، mechanical failures ہیں۔ خاص طور پر ہماری بسیں اور وین کا بہت پرانا ہونا، mechanically اب وہ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ ان سڑکوں پر آئیں۔ اس پر نہ صرف ہمیں موٹروے، جی ٹی روڈ پر بلکہ ہماری وہ سڑکیں جو provincial Governments کے under ہیں ان پر بھی ہمیں اپنے safety

measures کو ٹھیک کرنا پڑے گا۔ میں آپ کو اپنے محکمے کا بتادیتا ہوں کہ ہم اس میں کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم تو صرف اس میں ایک تو motorways police کو depute کرنا چاہ رہے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے جو فیصلہ کیا ہے اس میں ہم تقریباً ہماری جو beat بنتی ہے جو تقریباً 50 سے 60 افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ beats 7 ہیں جو N-10 اور N-25 پر موجود ہیں۔

N-10 is Makran coastal, N-25 is RCD Highway, then N-50 is Kuchlak-Zhob D.I.Khan, N-85 is Khushab-Sarub, N-95 is Sukkur-Quetta and then Khuzdar-Basima N-30 and then M-80 Khushab-Gawadar.

جناب چیئرمین! ہمارے یہ جو Roads 7 ہیں ان پر تقریباً 2500 کے قریب اہلکاروں کو تعینات کرنا چاہ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم جلد ہی اس کو کر لیں گے۔ ہم نے اس کے لئے advertisements دے دیئے ہیں۔ اس کے لئے انٹرویو ہو رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی وہ ہوتے ہیں ہم ان کو appoint کریں گے۔ اس سے بھی فرق پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس وقت جو ہمارا خرچہ ہے۔ بلوچستان میں 4037 کلو میٹر اس کی لمبائی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے ایک تلخ بات بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ان 4037 کلو میٹر جو بلوچستان میں ہے اس میں ایک بھی ٹول پلازہ نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب عبدالعلیم خان: میری بہن اگر مجھے اجازت دے دیں تو میں اپنی کو ختم کر دوں۔

Mr. Chairman: No cross talk.

آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو time مل جائے گا۔

جناب عبدالعلیم خان: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر چیز for free ہوگی اور یہ موٹرویز اور ہائی ویز بنیں گی۔ یہ سڑکیں بھی بنیں گی۔ پھر ان کی rehabilitation بھی ہوگی اور ہم ان کو دوبارہ maintain بھی کریں گے۔ ہم پیسے نہیں دیں گے۔ تو جب ہم نے پیسے نہیں دینے ہیں۔ ہم نے 4037 کلو میٹر پر ایک روپیہ بھی نہیں دینا ہے۔ جناب چیئرمین! تو ان سڑکوں کو پھر دوبارہ کیسے ٹھیک کریں گے؟ ان کی repair and maintenance کیسے ہوگی۔ ان کے safety and security measures کیسے لیے جائیں گے؟

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر سیدال خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب عبدالعلیم خان: میری گزارش ہے کہ تھوڑا سا ہم اس side پر بھی دیکھیں کہ محکمہ بھی اس میں ملوث ہے۔ اس میں آپ کے باقی ادارے بھی ملوث ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی مانیں کہ ہمارے لوگ بھی reckless driving کرتے ہیں۔

(آگے T15 پر جاری ہے)

T15-04Jul2024 Rafaqat Waheed/Ed: Khalid 7:20 pm

جناب عبدالعلیم خان: (جاری) ہمارے لوگ بھی reckless driving کرتے ہیں، ہمارے لوگ بھی over-speeding کرتے ہیں، وہ گاڑیاں جو کہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو موٹر ویز یا جی۔ٹی۔ روڈ پر لایا جائے، ان کو بھی وہ لے کر آتے ہیں اور لوگوں کی جانوں کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ جب ایک ڈرائیور 130 یا 140 کی رفتار پر ایک ایسا موڑ کاٹ رہا ہوتا ہے جس پر اس کو control نہیں ہوتا اور اس کے نتیجے میں accident ہو جاتا ہے تو اس پر آپ NHA کے عہدیدار، موٹر وے پولیس یا کسی اور پولیس کو ذمہ دار نہیں قرار دے سکتے۔ اس حوالے سے ہمیں ایسے actions لینے پڑیں گے کہ یہ ڈرائیورز، ان موٹر ویز پر نہ چڑھ سکیں۔ میں چاہوں گا کہ صرف وفاقی حکومت ہی نہیں بلکہ صوبائی حکومتیں بھی اس معاملے پر ساتھ دیں۔ ان سب کی، خاص طور پر جو ہمارے کمرشل ڈرائیورز ہیں، ہم ان سب کی دوبارہ checking کریں۔ ان ڈرائیورز کے پاس اس وقت جو licenses ہیں، اس میں سے کسی ایک کا بھی انہوں نے test pass نہیں کیا لیکن ان سب کو licenses دے دیے گئے۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔

جب ایک شخص جو 70 جانوں کو لے کر جا رہا ہے اور اس کے پاس لائسنس نہیں ہے، اس کے بعد جب وہ گاڑی کا accident کرتا ہے تو ہم صرف کسی ایک ادارے یا کسی ایک organization کو اس کا blame نہیں دے سکتے۔ ہمارا پورا سسٹم اس میں قصوروار ہے۔ میں اپنے حصے کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہوں لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ہم سب اپنے اپنے حصے کی ذمہ داری لیں۔ اس میں ہماری بہن ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ ہم صوبائی حکومتوں کو اس حوالے سے involve کریں۔ سب سے پہلے ہم اپنی testing کو ٹھیک کریں۔ جتنی ہماری highways ہیں، انہیں ہم protect کریں اور خاص طور پر ان جگہوں کو جہاں roads narrow ہیں اور وہاں پر overtaking ہوتی ہے۔ جناب! Overtaking ایسے ہوتی ہے کہ سات سات اور دس دس گاڑیاں اکٹھی overtake کرتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں پھر حادثات ہوتے ہیں۔ یہ سب over-speeding کی وجہ سے ہے، reckless driving کی وجہ سے ہے اور ان ڈرائیورز کی وجہ سے ہے جن میں سے کسی کو بھی ڈرائیونگ لائسنس، ڈرائیونگ کا امتحان pass کرنے کی صورت میں نہیں دیا گیا۔ ان سب نے گاڑیوں کے اندر بیٹھ کر ہی گاڑیاں چلانی سیکھی ہیں اور ان میں سے آج تک کسی ایک نے بھی امتحان نہیں دیا بلکہ وہ امتحان کے قریب سے

بھی نہیں گزرے لیکن ان سب کے پاس ہر قسم کا لائسنس موجود ہے۔ ان کے پاس heavy سے heavy ڈرائیونگ لائسنس موجود ہے لیکن ان میں سے کبھی کسی نے test نہیں دیا۔ اس حوالے سے اگر ان کی کوئی رائے ہے جو وہ سمجھتی ہیں کہ ہمارے لیے مفید ہو سکتی ہے تو جناب! ہم بالکل حاضر ہیں۔ جناب! آپ کا بہت شکریہ۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: میرے بھائی، منسٹر صاحب نے بہت اچھا فرمایا۔ انہوں نے جو آخری بات کی، اس سے میں agree کرتی ہوں۔ منسٹر صاحب نے صوبائی اسمبلیوں کے حوالے سے جو بات کی کہ ان کو بھی بٹھائیں، میں اس سے agree کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی سے بھی لوگوں کو بٹھائیں۔ NHA بھی responsible ہے۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ غلط ہے۔ انہوں نے 2012 سے لے کر 2023 تک مجھے تمام details بھیجی ہیں۔ This detail relates to the corruption that the officers, politicians and the governments have done. So, you are saying that they are wrong. They have audited this thing. دوسری بات، آپ نے کہا کہ tolls نہیں ہیں۔ تین tolls ہیں۔ ایک حب میں ہے، ایک کوئٹہ میں ہے اور ایک مکران میں ہے۔ تین tolls ہیں۔

تیسری بات، main کراچی سے ٹریفک، حب کی طرف چلتی ہے۔ This road goes all the way to Makran through Uthal. بات یہ ہے کہ پچھلے پورے دس سال کے اندر یہ road نہیں بنی۔ آپ مجھے یہ بتا رہے ہیں کہ reckless driving is the only reason. You think we don't have reckless drivers in other provinces. Don't you think that these bus and truck drivers are only in one province? آپ کراچی کے اندر رات کے وقت دیکھیں کہ کس طریقے سے reckless driving ہوتی ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے منسٹر کے جواب کے بعد تو آپ کا بات کرنا نہیں بنتا مگر آپ مختصراً اپنی بات کو complete کریں۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: نہیں جناب! چیئرمین صاحب نے مجھے previously روکا کہ آپ رک جائیں، ان کو جواب دینے دیں۔ جناب! منسٹر صاحب غلط بات کر کے گئے ہیں کہ صرف reckless driving کی وجہ سے بلوچستان میں accidents ہوتے ہیں۔ سڑکیں موجود نہیں ہیں جبکہ آپ ڈرائیورز کو blame کر رہے ہیں۔ آپ اپنا قصور نہیں مانتے جبکہ دوسروں پر blame ڈالنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ جو کرپشن ہوئی ہے، وہ انہوں نے دیکھی نہیں ہے۔ آڈیٹر جنرل کی ساری رپورٹ غلط ہے جبکہ ان کی بات صحیح ہے۔ میں نے تو بولا ہے کہ Communications کی کمیٹی کے اندر بٹھا کر، سب کو بلا کر ہم بات کرتے ہیں۔ جناب! آپ کو تو زیادہ پتا ہوگا کہ قلات سے

کوئٹہ کا road نہیں ہے۔ کراچی سے مکران کا road نہیں ہے۔ Main roads تو یہ ہیں۔ آپ بتائیں کہ بلوچستان میں سب سے زیادہ accidents کیوں ہوتے ہیں۔ آپ سارے کا سارا blame ڈرائیورز پر ڈال رہے ہیں۔ Now, you want to appoint more people. Where will you appoint these people? In the jungle? جب سڑکیں ہی نہیں ہیں تو آپ ان کو کہاں appoint کروگے؟ اب یہ ان کا ٹینڈر pass کرنے کا نیا طریقہ ہے۔ ان سب لوگوں کو بٹھائیں جنہوں نے یہ ٹینڈرز pass کیے تھے اور اس طریقے سے پیسے لیے تھے۔ ان سب کو بٹھا کر ان کی accountability کریں۔ نہیں کریں گے تو ان سب پر کم از کم یہ الزام لگائیں کہ یہ جو لوگ مرے ہیں، جو injured ہوئے ہیں، جنہوں نے اپنی ٹانگیں کٹوائی ہیں، ہاتھ کٹوائے ہیں، جن کو permanent injuries ہوئی ہیں، ان کو چاہیے کہ اس کی accountability دیں۔ ہمارے previous Chairman کے بھائی کا انتقال بھی اُدھر ہوا تھا۔ یہ topic اس وقت بھی raise ہوا تھا۔ Nobody did anything. This is just a money making thing for all these governments over and over again. They have not done anything. اب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہمارا قصور نہیں ہے اور سب کچھ public پر ڈال دیا جائے۔ Sir, this is ridiculous. Now, the Minister is not there to answer. اچھا، نماز پڑھنے گئے ہیں۔ ماشاءاللہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مہمند صاحب۔

Point raised by Senator Muhammad Humayun Mohmand regarding law making in view of doctrine of necessity

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ Probably سینیٹر ثمینہ صاحبہ کو معلوم نہیں ہے کہ we are actually in the jungle. یہیں پر لوگوں کو deploy کیا جائے گا۔ Law بھی جنگل کا ہی ہے۔ بہر حال، جناب! میں جو بات کرنا چاہ رہا تھا، اس کا کوئی فائدہ تو نہیں ہوگا لیکن میں in principle ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! ہمارا کام ہے کہ ہم law pass کریں۔ اب اگر اس میں as members of this House ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ریٹائرڈ ججز کو ہونا چاہیے تو ہونا چاہیے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ sitting judges کو ہونا چاہیے تو ہونا چاہیے۔ مسئلہ کب پیدا ہوتا ہے؟ مسئلہ تب ہوتا ہے جب ہم actually نظریۂ ضرورت کے تحت law بنانا شروع کردیتے ہیں۔ 1954 میں جب نظریۂ ضرورت کا law pass ہوا تھا، doctrine of necessity جس کے تحت اس وقت کے گورنر جنرل غلام محمد صاحب نے pave way کیا تھا کہ democracy کو کیسے derail کیا جائے اور کس لحاظ سے ہم ہر غلط بات کو justify کردیں۔

(جاری---T16)

T16-4July2024 Naeem Bhatti/ED; Khalid 7:30 pm

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: (جاری۔۔۔) کس لحاظ سے ہم ہر غلط بات کو justify کرتے ہیں۔ آج جو ہم کر رہے ہیں، جیسے پہلے باتیں ہوئی تھیں۔ جناب والا! آپ نے ایک قانون بنایا، سب نے مل کر اسے amend کیا اور سب نے سمجھا کہ اس کے اندر یہ چیزیں نہیں ہونی چاہییں۔ اب اچانک آٹھ مہینے، سال بعد ایسی کون سی بات ہو گئی ہے کہ ہم دوبارہ سمجھ رہے ہیں کہ اس کو ہونا چاہیے اور وہ بھی ایک ایسے وقت پر جب tribunals announce ہو گئے ہیں، جب وہ cases already courts میں ہیں۔ جب اس طرح ہوتا ہے اور فرض کریں کہ اگر وہ tribunals کسی وجہ سے کوئی بھی فیصلہ لیتے ہیں تو آپ لوگوں نے اسے controversial کر دیا ہے، one way or another way کوئی اس کی بات نہیں مانے گا۔ اگر انہوں نے پاکستان تحریک انصاف کے خلاف فیصلہ کیا تو ہم بالکل نہیں مانیں گے کیونکہ in the middle آپ law change کر رہے ہو۔ اگر انہوں نے کسی وجہ سے پاکستان تحریک انصاف کے حق میں فیصلے کیے تو وہ لوگ نہیں مانیں گے، وہ کہیں گے کہ دیکھا پاکستان تحریک انصاف یہ کہہ رہی تھی۔ آپ اس طرح کے decisions ضرور لیں لیکن اُس وقت نہ لیں کیونکہ اس سے ہم اپنے سارے اچھے کام کو controversial کر دیتے ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ان controversies بنانے کی؟ مسئلہ اس چیز کا ہے اور اس سے ایک چیز ظاہر ہوتی ہے کہ اس سے جو school of thought ہے، جس basis پر ہم وہ چیز کر رہے ہیں، اس کے پیچھے ایک *mala fide* intention نظر آتی ہے۔ ہم اپنے اچھے کام بھی غلط کر دیتے ہیں۔ اس لیے میری درخواست تھی، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن ہمارے اندر اصل problem یہ ہے کہ ہم لوگ نظریہ ضرورت کے تحت قانون pass کر سکتے ہیں اور NAB کے اندر جو amendments آ رہی ہیں، وہ بھی نظریہ ضرورت ہی ہے۔

جناب والا! ہم لوگوں نے ابھی بجٹ pass کیا ہے، اس میں بھی ہم نے نظریہ ضرورت کیا ہے، ہم کہتے ہیں کہ ہم ایک progressive tax لا رہے ہیں جو مالدار آدمی ہے وہ tax 45% دے گا، چلیں اس میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے، وہ ضرور دے لیکن آپ اس پر super tax 10% لگا رہے ہیں۔ اس کو چھوڑ دیں، جتنے بھی taxes ہیں ان پر آپ 20, 25% indirect taxes ہیں۔ جب آپ end میں دیکھیں تو end میں ہر ایک آدمی tax bracket سے almost around 20, 30% زیادہ tax دے رہا ہے بلکہ 40% زیادہ tax دے رہا ہے۔ جب آپ اس طرح کی policies بنا رہے ہوتے ہیں تو آپ ان چیزوں کو نہیں دیکھتے۔ اچھا مثال دے دیں گے کہ فلاں ملک میں دیکھ لیں، آپ Norway کو دیکھ لیں، آپ اُس ملک کو دیکھیں، آپ اُس ملک میں یہ دیکھیں کہ حکومت return میں کیا دے رہی ہے؟ ہمارا ایک یہ بھی مسئلہ ہے، ہم کہتے ہیں کہ باہر سے کوئی آ کر invest کرے، آپ بتائیں

as a parliamentarians, as a political leaders, ہم لوگوں نے اپنا پیسا باہر رکھا ہوا، ہم باہر والوں کو کہتے ہیں کہ پاکستان میں invest کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ ہم لوگ کس طرف جا رہے ہیں، یہ سب نظریہ ضرورت کے تحت ہو رہا ہے اور یہی چیز ہے جو پاکستان کو وقت کے ساتھ ساتھ نیچے لے کر جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس کے لیے motion لے کر آئیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! میں لے کر آرہا ہوں لیکن آخری بات۔ آپ کو پتا ہے کہ اس Bill کو کل آنا چاہیے تھا کیونکہ کل پانچ جولائی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب کو چیئرمین صاحب نے اپنے Chamber میں بلایا تھا، آپ نے اس حوالے سے جو بات کی ہے۔ اس پر بہت بات ہو گئی، اس پر مزید بات نہیں ہو سکتی ہے۔ شکریہ۔ توجہ دلاؤ notice کو نمٹایا جاتا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا اس پر نہیں بنتا، اس پر قانون pass ہو گیا ہے، آپ کس طرح بات کر سکتے ہیں؟ آپ کو allow نہیں کر سکتے ہیں۔ Order No. 8. اب ہم دونوں ایوانوں سے صدرِ مملکت کے خطاب پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اس پر کسی نے بات کرنی ہے؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: قانون pass ہوا ہے، آپ اس پر کس طرح بات کر سکتے ہیں؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو motion move کر لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر جان محمد: انہوں نے جواب دیا ہے کہ یا اسے کمیٹی میں refer کریں یا اس پر تھوڑی سی اور بات کریں۔ بلوچستان میں NHA کا جو issue ہے۔

جناب عبدالعلیم خان (وزیر برائے مواصلات): معزز ممبر ہیں، ہماری معزز بہن ہیں، جو بات کرنا چاہتی ہیں، میں حاضر ہوں، میں یہاں بیٹھا ہوا ہوں، میں تو پچھلے تین گھنٹوں سے یہیں بیٹھا ہوا ہوں۔ مجھے کیا اعتراض ہے کہ کمیٹی کو بھیج دیں، اس کو کمیٹی میں بھیج دیں جی۔

(مداخلت)

جناب عبدالعلیم خان: جناب والا! اگر یہ کمیٹی کو بھیجنا چاہتے ہیں تو اسے کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اسے کمیٹی کو refer کرتے ہیں۔ اگر کسی نے اس پر مزید بات کرنی ہے تو اس کے لیے motion لائیں پھر بات کریں گے۔ Order No. 8. اب ہم دونوں ایوانوں سے صدرِ مملکت کے خطاب پر بحث کا آغاز کرنا چاہتے ہیں، اگر اس پر کوئی بات کرنا چاہے تو وہ بات کرے۔

(مداخلت)

<u>Pointing of quorum by Senator Samina Mumtaz Zehri</u>

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: جناب والا! ایوان کا quorum پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیونکہ quorum کی نشان دہی ہو گئی ہے۔ یہ ایوان بروز جمعہ 5th July, 2024, 10:30 am تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

....

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 5th July, 2024 at 10:30 am]

....